مسلسل اشاعت کے بیالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

497-98

ذی الحجہ، محرم ۱۴۲۷ھ

جنوری، فروری 2007

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی ودینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجر کم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 7 - 01 نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 6 - 1120

Email: editor_alhaq@yahoo.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

جلد نمبر ---- 42

شمارہ نمبر ---- 5-4

ذی الحجہ/محرم ۔ ۱۴۲۷ھ

جنوری، فروری ۔ ۲۰۰۷ء

26.2.07 K-36 اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: عراق ایران کی نازک صورتحال اور عالم اسلام کے اہم سلگتے مسائل پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا ایرانی اعلیٰ قیادت سے تبادلہ خیال اور سفر ایران و ازبکستان کی مختصر رپورٹ۔ .... راشد الحق سمیع ۲

عراق کے ظالم و مظلوم ہیرو صدام حسین کی شہادت

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال (درس ترمذی) .... حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۸

جدید دور میں "علم" اور اس کا استعمال .... حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ۱۳

اسلام میں ادائیگی حقوق و فرائض کا نظام .... حضرت مولانا محمد انوار الحق صاحب مدظلہ ۱۵

توازن او راعتدال اور ہماری صورتحال .... مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی ۲۱

اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کے حقوق .... مولانا محمد ابراہیم قاسمی ۲۸

"زرعی خود کفالت و بندوبست اراضی" سیرت طیبہ کی روشنی میں .... پروفیسر محمد عبداللہ ملک ۳۴

جدید فقہی مسائل اوران کا حل علماء کرام کی نظر میں .... جناب محمد شہاب اشرف خٹک ۴۴

حضرت مولانا سمیع الحق اور ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ کا سفر ایران .... مولانا عرفان الحق حقانی ۵۷

افکار و تاثرات (گورنر مکۃ المکرمہ عبدالمجید بن عبدالعزیزؒ کا مکتوب گرامی) .... (ادارہ) ۶۴

دارالعلوم کے شب و روز (حضرت مولانا خواجہ عبدالمالکؒ کی اہلیہ کی وفات۔ حضرت مولانا حمداللہ جان ڈاگئی کی اہلیہ کی وفات۔ حضرت مولانا سلطان محمودؒ کی اہلیہ کی وفات۔ مولانا عبدالقہار حقانی کی جدائی۔ مولانا قاضی عبدالعلامؒ کی وفات۔ مولانا سید نصیب علی شاہ حقانیؒ کی المناک جدائی۔ جناب عرفان صدیقی کی والدہ کی رحلت۔ جناب کرنل محمد اعظم صاحب کو صدمہ) .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۵

تبصرہ کتب .... مدیر کے قلم سے ۷۰

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

یہ شمارہ جنوری، فروری ۲۰۰۷ء پر مشتمل ہے

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان ۔ فون نمبر (0923)630340-630435

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/20 روپے سالانہ -/200، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

کمپوزنگ: بابر حنیف

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　راشد الحق سمیع حقانی

عراق ایران کی نازک صورتحال اور عالم اسلام کے اہم سلگتے مسائل پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا ایرانی اعلیٰ قیادت سے تبادلہ خیال

اور سفر ایران واز بکستان کی مختصر رپورٹ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ جو سینٹ آف پاکستان کے خارجہ کمیٹی کے رکن رکین ہیں کمیٹی کے دیگر ارکان کے ساتھ ۵رجنوری ۲۰۰۷ء کو ایران کے دورہ پر گئے۔ ۱۰رجنوری تک ایران کے شہر تہران میں ایرانی انقلاب کے قائدین اور اعیان حکومت کے ساتھ بڑی اہم میٹنگیں رہیں ان لوگوں میں ایران کے سابق صدر ڈاکٹر خاتمی ایران کے وزیر خارجہ منوچہر متقی دفاع اور خارجہ پارلیمانی کمیٹی کے چیئر مین جناب علاؤ الدین بروجردی قومی سلامتی کونسل کے سربراہ جناب علی لاری جانی سابق وزیر خارجہ کمال خزاری اور دیگر اعیان شامل تھے۔ وفد نے تاریخی شہر مشہد کا بھی دورہ کیا' اور امام علی رضاؒ کے مزار پر حاضری کی سعادت بھی حاصل کی اور مشہد کے سربراہ اور مزار کے متولی رہبر انقلاب جناب خامنہ ای کے نائب جناب آیۃ اللہ حافظ عباس طبری سے بھی ملاقاتیں کیں۔ وفد کے شرکاء میں خارجہ کمیٹی کے چیئر مین جناب مشاہد حسین سید ارکان سینٹ قائد ایوان جناب وسیم سجاد صاحب' جناب ایس ایم ظفر' جناب نثار اے میمن' جناب سردار مہتاب عباسی (سابق وزیر اعلیٰ سرحد) جناب طاہر حسین مشہدی' جناب نعیم حسین چٹھہ' جناب طلحہ محمود سیکرٹری کمیٹی' جناب افتخار اللہ بابر اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے معاون خصوصی جناب شفیق الدین فاروقی بھی شامل تھے۔ مولانا مدظلہ نے اس دورہ سے فائدہ اٹھا کر ملت مسلمہ کے مفاد کے ایک اہم ترین مشن پر پوری توجہ صرف کی۔ ۱۰رجنوری کو مولانا مدظلہ وفد کے ہمراہ تہران سے براستہ دبئی اور از بکستان تشریف لے گئے۔ تاشقند' سمرقند کے علاوہ بخارا میں بھی اہم میٹنگوں میں شرکت کی۔ سمرقند میں امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ کے مزار کے سرہانے پر ارکان وفد کو بخاری شریف کی پہلی اور آخری حدیث کا مختصر درس بھی آپ نے دیا' جمعہ کا مبارک دن تھا۔ نماز جمعہ سے قبل جامع مسجد امام بخاری کے خطیب و امام نے حاضرین سے خطاب میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا نہایت زوردار الفاظ میں تعارف فرمایا اور حضرت مولانا مدظلہ کو بہ اصرار اپنے مصلے پر بٹھایا۔ نماز جمعہ

کے بعد مولانا مدظلہ نے حاضرین جمعہ سے فارسی زبان میں مختصر خطاب فرمایا اور جامع صحیح امام بخاری کے اول وآخر احادیث پر تبرکاً روشنی ڈالی اور اپنے اکابر کے حوالہ اور اسناد کے حوالہ سے سب کو بخاری شریف کی اجازت بھی فرمائی۔ وفد نے عظیم صحابی داعی اسلام حضرت قثم بن عباس شہیدؓ اور دیگر جید علماء واکابر کے مزارات پر بھی حاضری دی۔ رات سمر قند میں قیام رہا۔ گورنر اور حکام ان تقاریب میں موجود تھے۔ ۱۳ رجنوری کو وفد سمرقند سے بخارا شریف گیا۔ ضلعی حدود سے باہر بخارا کے حکام استقبالؒ کیلئے موجود تھے۔ وفد نے شیخ المشائخ بہاء الدین نقشبندی شیخ عبدالخالق غجدی، تاریخ کے عظیم حکمران امیر تیمور اور بخارا کے عظیم مدرسہ میر عرب اور بے شمار تاریخی آثار اور مقدس مقامات کا دورہ کیا۔ عشاء کو گورنر بخارا کی طرف سے استقبالیہ میں شرکت کی اور رات ۱۱ بجے بذریعہ طیارہ بخارا سے تاشقند واپسی ہوئی۔ تاشقند میں ازبک وزیر خارجہ اور مختلف شعبوں کے سربراہوں سے میٹنگیں رہیں، پاکستانیوں کی طرف سے دیئے گئے ظہرانہ میں شرکت کی۔ مولانا مدظلہ نے سنٹرل ایشیاء کی اس اہم ریاست ازبکستان سے اعلیٰ سطحی ملاقاتوں میں بالخصوص وزیر خارجہ سے اس خطہ کے اسلامی تاریخی اہمیت اور ایک بار پھر اسلامی کردار ادا کرنے پر توجہ دلاتے رہے۔

مولانا مدظلہ نے اس ملاقات کو علاقے کی کشیدہ صورتحال اور اہم سلگتے ہوئے مسائل بالخصوص ایران کی ذمہ داریوں اور اسے درپیش خطرناک چیلنجز پر تبادلہ خیال کا ذریعہ بنایا

اسی حوالے سے ایران کی اعلیٰ قیادت کو حضرت مولانا مدظلہ نے سنّیوں اور خصوصاً عربوں کے تحفظات سے آگاہ کیا کہ امریکی استعمار نے عراق میں میدان جنگ میں شکست کے بعد اب دوسرے منفی ہتھکنڈوں کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ اور اب وہ بظاہر اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نظر آرہا ہے۔ عراق میں شیعہ سنی فسادات اپنی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں شیعہ فرقہ اور خصوصاً عراق کے پڑوسی ایران اور اس کی قیادت پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، کہ وہ اس سلسلہ میں امریکی سازش کو بھانپتے ہوئے سنیوں اور خصوصاً عربوں کے ساتھ تمام معاملات باہمی مشورہ اور تحمل کے ساتھ طے کریں۔ اسی میں دونوں فریقوں کی بھلائی ہے۔ پھر حضرت مولانا مدظلہ نے ایرانی قیادت کو یہ بھی باور کرانے کی بھرپور کوشش کی کہ آپ کو تو مستقبل قریب میں امریکہ اور نیٹو سے شدید خطرات لاحق ہیں، اور اگر خدانخواستہ امریکہ نے آپ پر جنگ مسلط کی تو عالم اسلام اور خصوصاً سنی اور عرب مجاہدین ہی آپ کے دست و بازو ثابت ہوں گے۔ عراق کا استحکام ایران کا استحکام ہے بلکہ یہ سارے عالم اسلام کا استحکام ہوگا۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے عراق، لبنان، بحرین اور شام کی تازہ صورتحال پر ایران کے اعلیٰ قیادت سے کھل کر بات کی۔ (یاد رہے کہ اس سے ایک دو ہفتے قبل مولانا مدظلہ نے ترکی کے شہر استنبول میں عراق کے بارہ میں عراق اور عالم اسلام اور عالم عرب کے بلائے گئے ایک اہم کانفرنس میں شرکت کی تھی) جس میں شرکاء نے عراق میں اہل سنت کو درپیش بے پناہ مصائب قتل وغارتگری مساجد و مدارس کی بربادی اور حکمرانی ملیشیا کے

ہاتھ مظالم کا دردناک نقشہ پیش کرتے ہوئے اس ساری صورتحال کی ذمہ داری ایران کی موجودہ حکومت پر ڈالی' اس صورتحال سے شیعہ سنی اختلافات کی آگ لازماً بھڑک سکتی ہے۔اور جس کا فائدہ سراسر اسرائیل اور امریکی سامراج کو پہونچ سکتا ہے۔مولانا مدظلہ نے استنبول میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حکمت و دانائی کا کوئی راستہ اختیار کرنے کی تجویز دی اور کہا کہ جہاں عراق میں سنیوں پر مظالم پر سکوت نہیں اختیار کیا جاسکتا وہاں اس خلیج کے پیدا ہونے سے امریکہ نصف جنگ جیت جائے گا۔اور عراق کو شیعہ سنی عربی اور کردی کے نام پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور اس فرقہ وارانہ لہر سے بحرین' شام اور کویت بھی محفوظ نہیں رہ سکے گا۔اور انہیں ایسے نازک موقع پر کہ امریکہ ایران پر جارحانہ نظریں جمائے ہوئے ہے اور ایران کو امریکہ کے مقابلہ میں پوری امت مسلمہ کے تعاون کی ضرورت ہے۔مولانا مدظلہ نے اس عظیم خطرناک سازش کو ناکام بنانے پر زور دیا اور کہا کہ عربوں اور مسلمانوں میں ایران کے بارہ میں یہ تشویش اگر دشمن کے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے تو امت کی یکجہتی اور خود ایران کے مفاد کی خاطر ایرانی حکومت کو فوری طور پر اس کا توڑ کرنا چاہیے اور پروپیگنڈے کی عملاً تردید کے لئے خود ایسے اعلانات اور اقدامات کرنے چاہئیں کہ عراقی عوام سنی' عربی کردی سب مطمئن ہو جائیں اگر ایسا نہ ہوا تو امت مسلمہ عراق کی تقسیم میں اسرائیل اور امریکہ کے ساتھ ایران کو بھی شریک جرم سمجھ بیٹھے گی۔اور ایران امت کی ہمدردی کھو بیٹھ کر عالمی سامراج کے مقابلہ میں تنہا رہ جائے گا' مولانا مدظلہ نے فرمایا کہ ہم نے عالمی صلیبی صیہونی چیلنج کے بناء پر پاکستان میں ''ملی یکجہتی کونسل'' کی شکل میں مل کر سازشوں کا مقابلہ کیا۔اس لئے ایران کو ایسے موقع پر کوئی اور محاذ نہیں کھولنا چاہیے۔ورنہ جو کام ایٹم بم سے نہیں ہوسکتا' عالمی دہشت گرد اس سازش سے اپنے مذموم مقاصد خدانخواستہ کہیں حاصل نہ کرلیں۔مولانا مدظلہ نے دوسرے اہم پڑوسی ملک افغانستان کے بارہ میں بھی اس کے نئے تناظر میں دوٹوک مخلصانہ مشورے دیئے اور کہا کہ الدین النصیحۃ کی بناء پر اسے ایک مخلص اور ہمدرد وخیرخواہ کے جذبہ پر محمول کر کے اس پر توجہ دی جائے۔جواب میں بھی ایرانی اکابر نے ایسے مشوروں کو بڑے تحمل سے سن کر پوری ہم آہنگی کا اظہار کیا۔اس طرح مولانا مدظلہ نے استنبول کانفرنس کے اضطراب اور عالم عرب کی تشویش سے براہ راست ایرانی قیادت کو آگاہ کر کے ایک اہم فریضہ ادا کیا اور ڈاکٹر خاتمی کے علاوہ جناب علاء الدین بروجردی' جناب وزیرخارجہ منوچہر متقی' سابق وزیرخارجہ کمال خزاری' نیشنل سیکورٹی کونسل کے علی لارے جانی' سابق ایرانی سفیر جناب سراج الدین موسوی اور مشہد کے محترم زیارت گاہ امام رضا کے متولی والی اور جناب خامنہ ای کے نائب جناب آیۃ اللہ طبرسی وغیرہ نے نہایت توجہ' محبت' رواداری سے مولانا مدظلہ کے ان خیالات کو توجہ سے سنا۔پورے وفد اور اس کے چیئرمین جناب مشاہد حسین سید نے بھی مولانا مدظلہ کے خیالات سے مکمل ہم آہنگی کا اظہار کیا اور ہر جگہ ملاقاتوں میں شدومد سے حضرت مولانا مدظلہ کے احساسات سے مکمل اتفاق کیا۔اس طرح یہ وفد ایک عام روایتی وفد کے بجائے ایک نہایت اہم اور حساس معاملات پر ایک اہم مشن ثابت ہوا اور اسی تناظر میں اب موجودہ ایرانی

صدر، سابق صدر رفسجانی موجود وزیر خارجہ وغیرہ کے بڑے حوصلہ افزا بیانات آنا شروع ہو گئے ہیں۔ جو کہ امت مسلمہ کے لئے ایک نیک شگون اور امید کی کرن ہے۔

ازبکستان کے دورہ میں بھی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اس ملک کے اہم سیکولر اور حساس صورتحال کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی قومی وملی نکتہ نظر سے اہم اعلیٰ سطحی مذاکرات میں بھی اپنا کردار ادا کیا اور اس ملک کے تاریخی، ثقافتی، اسلامی تاریخی حیثیت کی طرف مسلسل توجہ دلاتے رہے۔ اس دورے کی کچھ تفصیلات دورۂ ایران کے دوران پاکستانی میڈیا میں بھی شائع ہوتی رہیں۔ صورتحال کی مزید وضاحت کیلئے پاکستانی اخبارات میں سے شائع شدہ اہم خبریں بھی شریک اشاعت ہیں

۹رجنوری (تہران) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینٹر مولانا سمیع الحق نے حکومت ایران کو مشورہ دیا ہے کہ عالم اسلام اور امت مسلمہ کی یکجہتی کے خلاف عالمی سازشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے حکومت ایران فوراً آگے بڑھے اور مثبت رول ادا کرے ورنہ ان سازشوں کی کامیابی میں سب سے بڑا نقصان ایران ہی کا ہوگا۔ مولانا سمیع الحق یہاں سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے خارجہ امور کے ساتھ ایران کے وزیر خارجہ نوبہیر متقی کے ساتھ بریفنگ میں اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ عراق کے حالات اور صدام حسین کی پھانسی کے تنازعے میں پوری عرب دنیا اور عالم اسلام میں تفرقہ پیدا کرنے کی صورتحال پیدا کی جارہی ہے۔ اس وقت جب کہ ایران نے خود اس صورتحال پر قابو پانے کی کوشش نہ کی تو فرقہ واریت کی آگ سارے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ دشمن ایٹم بموں سے ہمیں تباہ نہیں کرسکتا لیکن ہم میں پھوٹ ڈال کر وہ اپنے سارے مقاصد حاصل کرسکتا ہے جس کی واضح مثال عراق کی صورتحال ہے۔ جناب وزیر خارجہ نے جوابی خطاب میں مولانا سمیع الحق کے خیالات سے اتفاق کیا اور کہا کہ اس معاملے میں تمام مکاتب کے علماء اور حکمرانوں کی بھرپور اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل ایرانی پارلیمنٹ کے دفاع خارجہ اور داخلہ امور کی مشترکہ کمیٹی کے چیئرمین جناب ڈاکٹر علاؤ الدین بروجردی سابق ڈپٹی وزیر خارجہ سے ملاقات میں بھی مولانا سمیع الحق نے تفصیل سے عالم اسلام، افغانستان اور عراق کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا اور کہا کہ کفری طاقتوں کے اتحاد کا مقابلہ امت کی وحدت ہی سے کیا جاسکتا ہے۔ اور عراق، ایران اور افغانستان سمیت تمام مسلمان ممالک کا تحفظ قومی یکجہتی سے کیا جاسکتا ہے۔ مولانا سمیع الحق کی پیش کردہ تجاویز کو سراہتے ہوئے جناب بروجردی نے کہا کہ مولانا کی شخصیت کا عرب ممالک، افغانستان، ایران سمیت پورے ریجن میں احترام کیا جاتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ان کی مخلصانہ کوششیں ہم سب کیلئے کارآمد ثابت ہوں گی۔ سابق ایرانی صدر ڈاکٹر خاتمی نے بھی کمیٹی سے ملاقات میں مولانا سمیع الحق کی آمد کا خاص طور پر ذکر کیا اور خیر مقدم کیا اور کہا کہ مولانا ہمارے لئے استاد اور شیخ کا درجہ رکھتے ہیں۔

۱۱رجنوری (تہران) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینٹر مولانا سمیع الحق اور ایران کے سابق صدر ڈاکٹر محمد خاتمی نے عراق افغانستان پاکستان اور ایران سمیت تمام مسائل پر کھل کر تفصیلی تبادلہ خیال کیا ہے۔ دونوں رہنماؤں میں آج صبح یہ ملاقات ون ٹو ون ڈاکٹر خاتمی کے دفتر میں ہوئی جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ مولانا سمیع الحق نے عراق کی موجودہ صورتحال کی روشنی میں انہیں دشمن کی طرف سے پھیلائے جانے والے خدشات سے آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ ایران اپنے خلاف درپیش چیلنج میں شیعہ، سنی اور عربی، عجمی تفریق کے بغیر پوری امت مسلمہ کو ساتھ لے کر چلے اور اپنے لئے کوئی اور محاذ نہ کھولے اس وقت پاکستان بیرونی دباؤ کے باوجود نیوکلئیر پروگرام، ایران کی سالمیت اور بیرونی مداخلت سے تحفظ جیسے امور میں ایران کے ساتھ ہے اور دشمن کی جانب سے فرقہ وارانہ آگ کو بجھانے میں خود ایران کو موثر رول ادا کرنا چاہیے ورنہ مخالف طاقتوں کے پروپیگنڈا سے پوری امت میں تفرقہ پیدا ہونے سے ایران تنہا رہ جائے گا۔ ڈاکٹر خاتمی نے مولانا سمیع الحق کی باتوں سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ ایران نے عراق کو فرقہ وارانہ نقطہ نظر سے نہیں دیکھا نہ ہم نے کبھی عراق کے امور میں مداخلت کی ہے اور امت کے تمام علماء اور دانشوروں، سیاسی رہنماؤں کو بغیر گروہی تعصب کے موجودہ حالات کا سامنا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے پاکستان میں تمام فرقوں کی ملکی یکجہتی کے لئے مولانا کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس جدوجہد کی اس وقت شدید ضرورت ہے ایران اور پاکستان مل کر حالات میں بہتری لا سکتے ہیں۔ ملاقات میں افغانستان کی صورتحال بھی زیر بحث رہی۔ ڈاکٹر خاتمی نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ وحدت اسلامی افغانستان میں قائم رہے۔ پشتون، تاجک، شیعہ، سنی مسائل سے بھی دشمن کو افغانستان میں رہنے کا جواز فراہم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر خاتمی نے مولانا سمیع الحق کو مشورہ دیا کہ آپ کو ضرور افغانستان کابل جانا چاہیے۔ آپ کی شخصیت تمام فرقوں کے لئے قابل قبول ہے۔ آپ کو افغانستان میں سیاسی استحکام کیلئے راستہ نکالنا چاہیے۔ مولانا سمیع الحق نے بھی افغانستان کے سلسلہ میں کئی تجاویز دیں۔

عراق کا "ظالم" اور مظلوم ہیرو صدام حسین کی شہادت

ع　　کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں

عراقی صدر صدام حسین کی پوری زندگی نشیب و فراز سے پُر اور ہنگاموں سے لبریز تھی۔ زندگی بھر اس کا واسطہ اپنے چاہنے والوں اور اپنے سیاسی مخالفین سے رہا۔ اس کی زندگی اور شخصیت کے بہت سے پہلو رہے ہیں جن سے اختلاف کیا جاتا رہا ہے اور ہم نے بھی کُھل کر اپنے وقت پر اس کے بعض جذباتی فیصلوں پر مثبت تنقید کی ہے۔ بہر حال وہ ایک سیاسی لیڈر اور اپنی وضع کا منفرد حکمران تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ بھی تو ایک انسان ہی تھا۔ جن سے

غلطیوں اور گناہوں کا سرزد ہونا ایک فطری بات تھی۔لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کا خاتمہ کس انداز سے ہوا؟ اور اس کی پُرآشوب زندگی کے آخری ماہ وسال کس جبروتی قوت اور شیطانی طاقت کے خلاف کٹے ؟ اس بہادر انسان نے زندگی بھر کی چھوٹی بڑی غلطیوں کا مداوا اس انوکھے انداز سے کیا کہ مسلم خوابیدہ کا نخ بستہ بدن اس کی شہادت سے شعلہ جوالہ بن گیا۔مجاہدین اسلام کے لئے اس کی شہادت کا منظر حیات جاوداں کا سامان فراہم کر گیا۔جلتی پر تیل کا کام اس کے خونِ ناحق نے کردکھایا۔اور عراق میں شعلہ حریت آتش فشاں کی مانند رخ اختیار کر گیا اور اس میں امریکہ اور نیٹو کے فوجی تیزی سے جہنم رسید ہونا شروع ہوگئے۔صدام کی مقبولیت میں اس وقت اور اضافہ ہونے لگا جب اس نے صدقِ دل سے امریکہ سے براہ راست ٹکر لینی شروع کی تو اس کے جرات رندانہ اور شجاعت وغیرت کے مظاہروں نے ایک عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔اس نے امریکی غرور کا سر عراق کی گلیوں اور میدانوں میں روند ڈالا۔اس نے بہادری اور اسلامی حمیت کا ایسا نیا انداز اپنایا کہ موجودہ اسلامی حکمرانوں اور سیاسی قائدین کی زندگیاں اس جذبے سے قلاش ہیں۔اس نے عدالت میں قرآن کے سایہ میں ظالم اور جابر امریکی ایجنٹوں اور ججوں کو اپنے زوردار دلائل اور اپنے اندازِ تخاطب سے گنگ بنا دیا تھا۔وہ مرتے دم تک کبھی بھی امریکی رعب اور اس کے تسلط کو خاطر میں نہیں لایا۔اپنی گردن تختہ دار پر تڑوا دی لیکن امریکہ کے آگے جھکائی نہیں۔ہمیشہ شیر کی طرح جیا اور شیر کی طرح زندگی بسر کی۔اسلیے اس نے پھانسی کا پھندہ خوشی سے قبول کیا اور اس آن،بان،شان سے عید قرباں کے مبارک دن قربانی دینے مقتل گیا کہ رہتی دنیا تک اس کی قربانی اور سرفروشی کی داستاں تاریخ میں امر رہے گی۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

یہاں یہ امر قابل افسوس نہایت ہی دردناک ہے کہ صدام کی پھانسی کے موقع پر مقتدیٰ صدر اور اسکی ملیشیا کے گھناؤنے کردار نے پورے عالم اسلام کو مزید خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ ع سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

اور اسکی ذاتی لڑائی نے شیعہ سنی اختلاف کو عراق،اور پورے عالم اسلام میں مزید ہوا دی۔امریکہ نے حسب سابق بڑی ہوشیاری وعیاری کے ساتھ اختلافات کا نیا دروازہ ان لوگوں کے ذریعے امت میں کھول دیا اور عراق میں شیعہ سنی جھگڑے نے مزید ہزاروں بے گناہ عراقیوں کی زندگیوں کے چراغ بجھادیئے۔مسجدیں،امام بارگاہیں اور تاریخی مقامات خود عراقی تباہ کر رہے ہیں۔یہ صورتحال امت مسلمہ کی بہتری اور عراق کی آزادی کیلئے تباہ کن ہے۔

بہرحال صدام حسین کی شہادت تاریخ کا بہت بڑا سانحہ ہے اس کے اثرات تادیر رہیں گے شاید بدقسمت سرزمین عراق کے لئے صدام کی پھانسی ایک نئی صبح امید اور طلوع آزادی کی نوید ثابت ہو۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن		خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی خلق النبی صلی الله علیه وسلم

نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ کا بیان

O حدثنا قتيبة، أخبرنا جعفر بن سليمان الضبعي عن ثابت عن أنس قال: خدمت رسول الله ﷺ عشر سنين فما قال لي أف قط وما قال لشئي صنعته لم صنعته ؟ ولا لشئي تركته لم تركته؟ وكان رسول الله ﷺ من أحسن الناس خلقا وما مسست خزا قط ولا حريرا ولا شيئا كان ألين من كف رسول الله ﷺ. ولا شممت مسكا قط ولا عطراً كان أطيب من عرق رسول الله ﷺ، وفي الباب. عن عائشة و البراء هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی مجھے کلمہ زجر نہیں کہا۔ (یعنی کبھی مجھے نہیں ڈانٹا) اور جو بھی کام میں نے کیا، کبھی اس کے بارے میں نہیں فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا؟ اور جو بھی کام میں نے چھوڑ دیا۔ تو کبھی بھی اس سے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں چھوڑا؟ اور جناب رسول اللہ ﷺ، سارے لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے اور میں نے کسی بھی قسم کے ریشمی کپڑے یا کسی بھی اور چیز کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا جو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے زیادہ نرم ہو۔ اور میں نے کبھی بھی کوئی مشک یا عطر نہیں سونگھا جو کہ رسول اللہ ﷺ کے پسینے سے زیادہ خوشبودار ہو۔ اور اس باب میں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح: اس روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حسنہ بیان

فرمائے ہیں۔حضور اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ سے متعلق بروصلہ کے ابتدائی ابواب میں مختلف احادیث ذکر ہوئے ہیں۔تفصیل بھی وہاں مذکور ہے۔اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

عشر سنین: اس روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ہے۔اور مسلم کی ایک روایت میں نو سال مذکور ہے'دونوں کی تطبیق یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال گزارے'اور حضرت انس رضی اللہ عنہ پہلے سال کے درمیان میں خادم بن گئے۔ پس جس روایت میں نو سال مذکور ہیں اس میں کسر کو چھوڑ کر مکمل سال حساب کئے گئے ہیں۔اور اس روایت میں دس سال اس لئے ذکر ہوئے کہ کسر یعنی پہلے سال کے بعض حصے کو مکمل سال شمار کر کے حساب لگایا گیا ہے۔لہذا دونوں روایتیں صحیح ہیں۔اور دونوں کے درمیان کوئی تضاد موجود نہیں ہے۔

نوکر'خادم اور مرید کے ساتھ تسامح اور تساہل کرنا:

وما قال لشئی صنعته لم صنعته الخ: اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے دوران جو کچھ میں نے کیا تو آپ ﷺ یہ نہ فرماتے تھے کہ تو نے کیوں ایسا کیا؟ نیز جس خدمت کے کام میں مامور تھا اور میں نے چھوڑ دیا تو آپ ﷺ یہ نہ فرماتے تھے کہ آپ نے اس کام کو کیوں چھوڑ دیا؟ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اپنی ذاتی خدمات اور ذاتی آداب کے بارے میں خادم کے ساتھ نہایت ہی تسامح اور تساہل فرمایا کرتے تھے۔

استطاعت کے باوجود نہی عن المنکر چھوڑنا جائز نہیں:

یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو بھی خلاف شرع کام کیا' یا فرائض شرعیہ کو چھوڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ اعتراض نہ فرماتے تھے کیونکہ احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا اور اعتراض نہ کرنا جائز نہیں ہے اور پھر جناب رسول اللہ ﷺ کا کسی کام کو ہوتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہنا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔جسے حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔پھر یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ اپنے ایک خادم کے خلاف شرع کام کو دیکھ کر آپ ﷺ خاموش رہیں گے؟

نیز اس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح بھی موجود ہے کیونکہ دس سال خدمت کے طویل عرصہ میں انہوں نے کسی بھی ایسے محظور کا ارتکاب نہیں کیا جس پر اعتراض کرنے کا رسول اللہ ﷺ کو موقع مل جائے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے شرف اور پھر آپ ﷺ کی خدمت کی برکت سے یہ بھی مستبعد نہیں بلکہ عین لائق شان ہے کہ ساری زندگی میں بھی ان سے کوئی ایسا محظور سرزد نہ ہوا ہو جو شرعا قابل اعتراض ہو۔

حدثنا محمود بن غيلان أخبرنا أبو داؤد أنبانا شعبة عن أبي إسحاق قال سمعت أبا عبد الله الجدلي يقول سألت عائشة عن خلق رسول الله فقالت لم يكن فاحشا ولا متفحشا ولا صخابا في الأسواق ولا يجزي بالسيئة السيئة ولكن

يعفو ويصفح .هذا حديث حسن صحيح وأبو عبد الله الجدلي اسمه عبد بن عبد ويقال عبد الرحمن بن عبد .

ترجمہ: ابوعبداللہ الجدلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا' تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو طبعی لحاظ سے فحش گو تھے اور نہ ہی تکلف اور تعمد کے ساتھ فحش گوئی کرتے تھے اور نہ بازاروں میں شور مچاتے تھے۔ اور بدی کا بدلہ بدی کے ساتھ نہ دیا کرتے تھے۔ بلکہ عفو اور درگزر کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوعبداللہ جدلی کا نام عبد بن عبد ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبد ہے۔

توضیح وتشریح:

فحش گوئی سے اجتناب۔ لم يكن فاحشا ولا متفحشا جناب رسول اللہ ﷺ فحش گو نہیں تھے اور نہ ہی قصداً تکلف کیساتھ فحش گوئی کرتے تھے۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ فحش اور بے حیائی کی باتوں سے اسقدر پاک اور صاف تھے کہ نہ تو آپ ﷺ کی طبیعت اور مزاج میں فحش گوئی تھی کہ بلاقصد اور بلاتکلف فحش گوئی صادر ہو جاتی اور نہ ہی قصد اور تکلف کے ساتھ فحش گوئی کرتے تھے۔ بلکہ طبعاً وتکلفاً کسی طریقے سے بھی مبارک زبان سے فحش بات نہیں نکلتی تھی۔ ولا صخابا في الأسواق اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے تھے۔ یعنی اگر کسی ضرورت کیلئے آپ ﷺ بازار میں چلے بھی جاتے تو بازار میں بازاری لوگوں کی طرح شور نہیں مچاتے تھے۔

حسب ضرورت بازاروں جانے کو خلاف تقویٰ سمجھنا غلط ہے:

بازار میں جانا شان نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ تو جاہل مشرک لوگوں کا خیال تھا کہ پیغمبر ہو تو وہ طعام نہیں کھائے گا' اور بازار میں نہیں جائے گا۔ قرآن کریم نے کفار مکہ کا جناب رسول اللہ ﷺ پر یہ اعتراض ذکر کر کے ان کے اس خیال باطل کی تردید کی ہے اور برملا یہ اعتراف کیا ہے کہ پہلے بھی جو انبیاء کرام ہو گزرے ہیں وہ کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں جاتے تھے (الفرقان) کیونکہ یہ سب انسانی ضرورتیں ہیں اور انبیاء کرام انسانی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ لیکن ان کے پوری کرنے میں خلاف شرع امور سے اجتناب کرتے تھے' پس بازار میں جانا بھی ایک انسانی ضرورت ہے' پس اس ضرورت کو پوری کرنا درست ہے لیکن اس میں خلاف شرع اور خلاف طبع سلیم امور سے گریز کرنا چاہیے۔ مثلاً چیخنا چلانا' شور مچانا' ویسے ہی ہوٹلوں اور دکانوں میں آوارہ پھیرنا' خلاف شرع امور میں شریک ہونا' اور دنیوی مشاغل میں حد سے زیادہ انہماک کرنا وغیرہ۔

عفو اور درگزر: ولا يجزي بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويصفح-

اور جناب رسول اللہ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے' لیکن عفو اور درگزر کرتے تھے۔ عفو کا تعلق باطن

سے ہے، اور صفح یعنی درگزر کا تعلق ظاہر سے ہے، یعنی جو آدمی رسول اللہ ﷺ سے بدی کرتے تو رسول اللہ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیا کرتے تھے بلکہ اس آدمی کو دل سے بھی معاف فرماتے تھے۔ اور ظاہر میں بھی درگزر کرتے تھے۔ اور برائی کرنے والے پر کسی قسم کی ملامت وغیرہ نہ کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جناب رسول اللہ ﷺ برائی کے بدلے میں نیکی اور احسان کرتے تھے۔ ؎ سلام ان پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

باب ماجاء فی حسن العهد

حدثنا ابو هشام الرفاعي أخبرنا حفص بن غياث عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت. ماغرت على أحد من ازواج النبي ﷺ ماغرت على خديجة وما بي أن أكون أدركتها وما ذاك إلا لكثرة ذكر رسول الله ﷺ لها وإن كان ليذبح الشاة فيتتبع بها صدائق خديجة فيهديها لهن. هذا حديث حسن صحيح غريب.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں کسی پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا مجھے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ پر آتا تھا۔ حالانکہ میں نے ان کو نہیں پایا (یعنی میں ان کی زندگی حضور ﷺ کے عقد میں نہیں تھی) اور ان پر میری یہ غیرت صرف اس وجہ سے تھی کہ رسول اللہ ﷺ ان کو بہت زیادہ یاد کیا کرتے تھے۔ اور بے شک رسول اللہ ﷺ کسی بکری کو ذبح کرتے تھے، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سہیلیوں کو چن چن کر تلاش کرتے تھے اور اس بکری کا گوشت ان کو ہدیہ میں بھیجتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

توضیح وتشریح: حسن العهد سے مراد یہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ یا کوئی کسی کے ساتھ پڑوس میں سفر میں یا کمرے اور ہاسٹل میں حسن معاشرت اور اچھے طریقے سے ایسی زندگی گزارے جو کہ یادگار رہے کہ بعد زندگی میں بھی اسی یاد کو تازہ رکھا جائے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ: اُم المومنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مالدار خاتون تھیں، ان کا پہلا شوہر فوت ہو چکا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آنے کے وقت ان کی عمر چالیس برس تھی رسول اللہ ﷺ کی عمر اس وقت پچیس سال تھی۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آنے کے بعد آپ نے اپنا سارا جناب رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا۔ اور انہی کے مال کی بدولت اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو غنی اور مالدار بنا حضرت خدیجہؓ ان خوش بخت حضرات میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت عطا ہونے کے پہلے دن نبوت

پیغام ملتے ہی سب سے پہلے بلاچون وچرا ایمان لائیں اور وہ نبوت کی ابتداء میں پیش آنے والی مشکلات میں رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتی تھیں۔اور ہر پریشانی میں آپ ﷺ کو تسلی دیا کرتی تھیں۔کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ تسلی دینے والی عورت حضرت خدیجہؓ ہیں۔اور جناب رسول اللہ ﷺ کا صرف ایک بیٹا حضرت ابراہیمؑ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھا۔باقی ساری اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے تھی۔آپؓ کی زندگی میں جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔آپؓ بڑی صابر،فیاض، علیم مدبر اور حوصلہ مند تھیں، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اوائل نبوت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی مصاحبت سے اپنے نبی ﷺ کی تسکین وتسلی کا بہترین سامان کیا تھا' آپ کی وفات کا سال عام الحزن (یعنی غم کا سال) سے تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے۔آپ کی وفات کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ زندگی بھر آپ کا بہت ذکر خیر کیا کرتے تھے اور آپ کے متعلقین اور سہیلی ساتھیوں کے ساتھ وہی حسن سلوک اور تعلقات برقرار رکھتے تھے جو کہ آپؓ کی زندلی میں قائم تھے۔اور وقتاً فوقتاً رسول اللہ ﷺ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلقین کی خبرگیری فرمایا کرتے تھے۔اور ان کو تحفے اور ہدایا بھیجتے تھے۔اور اسی کا نام ہے حسن العھد۔

بیبیوں کا سوتن وغیرہ پر غیرت کھانا ایک طبعی امر ہے:

ماغرت علی احد من ازواج النبی ﷺ ماغرت علی خدیجۃ:

اس عبارت میں پہلا لفظ ''ما'' نافیہ ہے اور دوسرا لفظ ''ما'' موصولہ ہے۔مطلب اس عبارت کی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر بھی ایسی غیرت نہیں کھائی جو غیرت کہ میں نے حضرت خدیجہؓ پر کھائی۔بعد میں فرماتی ہیں وما بی ان اکون ادرکتھا الخ یعنی حالانکہ میں نے ان کا زمانہ نہیں پایا اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان کی وجہ سے مجھے غیرت وحمیت نہ آتی کیونکہ میرے سامنے تو ان سے کوئی امتیازی سلوک نہیں ہوتا تھا لیکن غیرت آنے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو بہت یاد فرمایا کرتے تھے تو اس میں میں ان پر رشک کرتی تھی۔ایک روایت میں ہے کہ۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو حضرت خدیجہؓ کی اتنی یاد کیوں آتی ہے؟ کہ گویا دنیا میں ان کے سوا کوئی ہے ہی نہیں۔تو حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی عظمت شان کی طرف اشارہ فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ان سے میری اولاد تھی۔

معلوم ہوا کہ غیرت اور رشک کھانا ازواج مطہرات جیسے بہتر خواتین سے بھی مستبعد نہیں۔کیونکہ یہ ایک طبعی امر ہے۔ تاہم اس کی وجہ سے غیبت بہتان تراشی اور ظلم میں مبتلا ہونا کاملات کی شان سے بعید ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

جدید دور میں ''علم'' اور اس کا استعمال

فتنۂ الفاظ کا جائزہ

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، موجودہ دور کے علمی و ذہنی فتنوں میں ایک بڑا فتنہ پُرفریب الفاظ کا فتنہ ہے۔ ہم ایک لفظ بولتے ہیں جو اپنے مفہوم کے لحاظ سے ایسے حقائق پر مشتمل ہوتا ہے، جو بالکل صحیح و صادق، مقدس، متبرک اور نہایت مقبول و محمود ہے۔

مگر اسی لفظ کے عام لغوی معنی کی وسعت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کا اطلاق بطور تلبیس و تلمیع ایک ایسے معنی پر کر دیا جاتا ہے، جو بجائے مقبول ہونے کے مردود اور محمود ہونے کے مذموم ہے، اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مخاطب کو مغالطہ دے کر محض خوشنما اور دلفریب الفاظ کے طلسم سے مسحور کر دیں۔

آزادی، مساوات، تہذیب، ترقی اور اسی طرح کے اور الفاظ ہیں، جو اگر اپنے اصلی و حقیقی معانی میں مستعمل ہوں تو نہایت محمود و مستحسن اور قابل تعریف ہیں، لیکن جب کسی زشت و شنیع مفہوم کو خوبصورت ظاہر کرنے کیلئے یہی الفاظ بطور نقاب استعمال ہونے لگیں، تو یہ خالص تلبیس و خداع ہے، ٹھیک یہی صورت آج کل لفظ ''علم'' کے متعلق واقع ہو رہی ہے۔

کسی مسلم اسکول کا افتتاح ہو، کسی کالج کی بنیاد رکھی جائے، کسی یونیورسٹی کی تقسیم اسناد کا جلسہ ہو، آپ دیکھتے ہیں کہ حضرات مقررین کس شدومد سے ''علم'' کے فضائل میں قرآن پاک کی بہت سی آیات اور رسول کریم ﷺ کی بیشمار احادیث پڑھتے رہتے ہیں، گویا اپنے اس طرز عمل سے مخاطبین پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جدید علم کے ایسے ایسے فضائل قرآن کریم میں موجود ہیں، حالانکہ قرآن کریم کو ایک سرسری نظر سے پڑھ جایئے ظاہر ہو جائے گا کہ وہ خود علم کی دو قسمیں قرار دیتا ہے۔ ایک علم نافع و مطلوب و محبوب دوسرا مضر و مردود...... اس کے نزدیک ایک علم زہر ہے دوسرا تریاق، ایک پاک شراب ہے دوسرا محض سراب۔ ایک سبب ہلاکت ہے، دوسرا سامان نجات۔ ایک آسمان کی بلندیوں پر اٹھانے والا ہے، دوسرا اسفل السافلین کی پستیوں میں پہونچانے والا۔

جو علم اپنے اثرات کے اعتبار سے آخر کار خشیت الٰہی اور رغبت آخرۃ پر منتج نہ ہو، جو علم انسان کو خدا سے نڈر اور زندگی کے آخری انجام سے بالکل غافل کر دے، جو علم ایسی مادی دنیا کی لذت و انبساط و شہوات حیوانیہ کو (خواہ وہ کتنی ہی ترقی یافتہ شکل میں ہوں) انسان کا معبود ٹھہرائے، کیا ایسا علم بارگاہ رب العزت میں درخور اعتنا لائق التفات ٹھہر سکتا ہے،

یا قرآن حکیم اس کے اکتساب کی ایک لحہ کے لئے بھی ترغیب دے سکتا ہے۔)

قرآن تو ایسے علم کی نسبت صاف طور پر یہ حکم دیتا ہے کہ فاعرض عن من تولیٰ عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوٰۃ الدنیا ذلک مبلغھم من العلم۔ یعنی تو منہ پھیر لے اسکی طرف سے، جس نے ہماری بات سے منہ پھیر لیا اور جس کا مقصد اس دنیوی زندگی سے آگے کچھ نہیں۔ انکے علم کی رسائی اور پرواز یہیں تک ہے۔

اس کے بالمقابل ایک وہ لوگ ہیں، جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اس کی مخلوق پر رحم کھاتے ہیں اور ادب وتہذیب کے قاعدوں پر عمل کرتے ہیں۔ اخلاقی پاکیزگی ان کا جوہر ہے، ایمان کے نور سے ان کے دل روشن ہیں۔ غرض کہ علم ان کے اندر انابت الی اللہ رحمت علی الخلائق کے اوصاف پیدا کرتا ہے تو اسی طرح کے اولوا العلم کے حق میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتو العلم درجات۔

قرآن نے ایک شخص (قارون) کا ذکر کیا ہے، جس کی دنیوی دولت اب تک ضرب المثل ہے، جس کے خزائن کی کثرت کا اندازہ ''ان مفاتحۃ'' کے الفاظ سے ہوسکتا ہے۔ جس کا سامان دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں، حتیٰ کہ بہت سے تمنا کرتے تھے کہ ''یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم'' اس نے ترقی کی اس معراج پر پہونچ کر ایک علم کا دعویٰ کیا تھا، جس کے ذریعے اس کو یہ عروج حاصل ہوا، قال انما اوتیتہ علی علم عندی۔

بہر حال وہ علم تھا، اسکے بالمقابل دوسرا گروہ تھا، جسکا ذکر حق تعالیٰ اسطرح فرماتا ہے: وقال الذین اوتو العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحاً'' یہ الذین اوتوا العلم'' اس علم والے تھے جو قارون کے اس تمام ترقیات اور علم وہنر کو حقیر سمجھ رہے تھے اور ادھار کو نقد پر ترجیح دے رہے تھے۔

قرآن کریم نے تو ایک آیت میں مسئلہ کا دوٹوک فیصلہ کر دیا ہے ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'

اس 'انما' کے لفظ پر غور کیجئے۔ گویا جو علم قلب میں خشیت الٰہی پیدا نہ کرے، وہ علم ہی نہیں، ایسے اصطلاحی علم سے جہل ہزار درجہ بہتر ہے۔ حدیث صحیح میں نبی کریم ﷺ نے اس علم سے پناہ مانگی ہے جو نفع سے خالی ہو، قرآن کریم میں بھی ہے وما تعلمون مایضرھم ولا ینفعھم'' معلوم ہوا کہ علم نافع بھی ہوتا ہے اور مضر بھی۔

پس ایسے علم جو انسان کو شیطان یا درندہ بنا دیں یا اسے ترقی یافتہ بہائم کے زمرہ میں داخل کر دیں، ان کی طرف ترغیب دلانے کے موقع پر مطلق علم کے فضائل قرآن وحدیث سے پیش کرنا انتہائی تلبیس اور گمراہی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ علوم وفنون حاصل نہ کئے جائیں، لیکن درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، اگر علم وفن کی ترقی کا ماحصل یہی ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں تو فی الحقیقت ایسے علم سے جہل بہتر ہے، اگر علم وفن کی چکا چوند کرنے والی ترقیات مذہبی اور دینی علم وتہذیب کے ماتحت رہتیں تو دنیا کو ایسے بھیانک نتائج ہرگز نہ دیکھنے پڑتے۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اسلام میں ادائیگی حقوق و فرائض کا نظام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فعن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے حضورﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

وعن عائشہ و ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مازال جبرائیل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریمﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ مجھ کو ہمیشہ ہمسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیل عنقریب پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔''

عظیم تاریخی انقلاب:

معزز حضرات۔ ذکر کردہ دونوں احادیث کے بیان کی روشنی میں انسانی حقوق وعظمت' اور ختم الرسلﷺ' صحابہ و بزرگان دین کے انسانیت کے ساتھ جو معاملات پیش ہوتے رہے مسلمانوں کو ان پر عمل کرنے اور نام ونہاد دعویداروں کی آنکھیں کھولنے کے لئے ذکر ہو رہا ہے۔ امام الانبیاء کی بلند ترین نبوی تعلیمات' شرافت پر مبنی اصول واخلاق اور عجیب وغریب انفرادی واجتماعی عمل کی نمائندگی' فرد اور جماعتوں کے ساتھ معاملات' قوموں اور حکومتوں' غرباء وامیروں کے ساتھ سلوک نے' تاریخ میں ایسا انقلاب برپا کر دیا جس کی بدولت معاشرہ میں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی یہ تصور بھی نہ کیا تھا کہ ہمارے بھی کوئی حقوق ہیں۔ اپنے آپ کو حیوانات سے بھی بدتر مقہور ومغلوب سمجھتے تھے ان میں بھی سر اٹھانے اور اپنے آپ کو انسانوں کے زمرہ میں شمار کرنے کی جرات وہمت پیدا ہوئی۔ انسان تو بھلا انسان اور پھر

اشرف المخلوقات ہے وہ ذات اقدس ﷺ جیسے کہ پہلے بھی ایک خطبہ کے دوران عرض کیا تھا' حیوانات کے حقوق کی ادائیگی کی بھی مسلسل زور دیتے رہے۔

<u>بندھا ہوا اونٹ بھی آخرت میں معاملہ اٹھائے گا:</u>

حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا گزر ایک صبح کسی اونٹ پر ہوا جس کے پاؤں پر عقال ڈال کر بندھا ہوا تھا۔ نبی حاجت کے پورا ہونے کے بعد جب اسی راستہ سے واپس آرہے تھے تو اونٹ بدستور اسی حالت میں بندھا ہوا موجود تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے مالک سے اونٹ کو گھاس وغیرہ دینے کے بارے میں پوچھا اس نے نفی میں جواب دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ جانور قیامت کے روز اللہ کے حضور تیرے ساتھ یہ معاملے اٹھائے گا کہ اس نے مجھے باندھ کر چارہ نہ دیا۔

<u>مظلوم کو دن میں ستر مرتبہ معافی دی جاسکتی ہے:</u>

یہی پیغام و تعلیم ا ا غلاموں کے بارہ میں جن کو اپنے آقا اور مالک جانوروں سے بھی بدتر صنف سمجھ کر ان کا کوئی حق تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ سختی سے دیکر ان کو بے پناہ حقوق عطا فرمائے۔ حضور ﷺ سے ایک صحابی پوچھ رہے تھے۔ یارسول اللہ ﷺ اپنے غلام و نوکر کو اس کی لغزش پر دن رات میں کتنی دفعہ معافی دی جاسکتی ہے فرمایا: روزانہ ستر مرتبہ۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ ستر بار سے زیادہ معافی نہ دیں بلکہ عربوں کے ہاں ستر کا لفظ غیر محدود اور لامتناہی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

<u>مرض الوفات میں ادائیگی حقوق کی تاکید:</u>

جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جارہے تھے اور نزع کی کیفیت طاری تھی تو ایسی حالت میں حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمارہے تھے:

وعن ام سلمه عن النبی ﷺ انه کان یقول فی مرضه الصلوة وما ملکت ایمانکم (رواه البیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: ''اور حضرت ام سلمہ نبی کریم ﷺ سے روایت کررہی ہیں کہ آپؐ اپنے مرض وفات میں فرمایا کرتے تھے کہ نماز پر سختی سے قائم رہو اور جو لوگ تمہاری ملکیت (یعنی قبضہ قدرت) میں ہیں۔ (غلام لونڈی، نوکر، خادم) ان کے حقوق ادا کرو۔''

عقیدۂ وحدت ربانی و رسالۃ سید الانبیاءؑ کے بعد دین کے باقی چار ستونوں میں سب سے مقدم اور اہم حقوق اللہ میں نماز ہے۔ اس پر سختی اور مضبوطی کی نصیحت و وصیت فرمائی۔ حقوق العباد میں اور مخلوقات کے نسبت زیادہ قرب، تعلق اور واسطہ اپنے مملوک اور زیردست لوگوں سے ہوتا ہے تو ان کے حقوق کی ادائیگی پر زور فرمایا۔

بداخلاق جنت میں داخل نہ ہوگا: بلکہ ایک موقع پر یہاں تک فرمایا کہ: وعن ابی بکر الصدیق عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایدخل الجنة سیئی الملکة (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ نے فرمایا (اپنے) مملوک کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

گویا اپنے ماتحتوں کے ساتھ نیک سلوک اوران کے حقوق کی ادائیگی کو جنت میں داخلہ کی شرط قرار دے کر قیامت تک پیدا ہونے والے انسانیت کو پیغام دیا کہ قبضۂ قدرت میں جو لوگ ہیں ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اوران کو ذلیل وخوار سمجھ کران کی تذلیل کرنا جہنم کے اندھے کنویں میں اپنے آپ کو پہنچانے کے مترادف ہے اوراشارہ اسی طرف ہے کہ مالک ومملوک اور مستاجر واجیر کے درمیان تعلقات اور معاملات بھائیوں کی طرح ہوں، مفلسی اورناداری تو اللہ کی طرف سے ہے دنیا میں نہ افلاس دائمی ہے اورنہ مالداری، اگر مفلسی وفقراورذلت وخواری کو ہمیشہ ہمیشہ ساتھ رہنا ہے تو وہ جہنم کی صورت میں ہے۔ رب العزت ہم اور آپ سب کواس ذلت واذیت سے محفوظ رکھے۔

اسلام کے فطری وآفاقی اصولوں سے آگاہی:

اسلام میں کمزور ومجبور کی حق تلفی کرنے والوں کے لئے دینوی واخروی جو سزائیں مقرر کی گئی ہیں کیا انسانی حقوق کا صرف راگ الاپنے والے اپنے عمل، عقائد ونظریات میں اس کی کوئی مثال پیش کرسکتے ہیں؟ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ مسلمانوں نے انسانیت کی فلاح واصلاح، اور تہذیب وتمدن کی تعمیرورہنمائی میں امت اسلامیہ کے تاریخی کردارکو پس پشت ڈال کر بھلادیا۔ اوراسلام کے دشمنوں نے اس دین متین کی خوبیوں کو اپنالیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی پیغام اور تعلیمات سے ناواقف لوگ بہت سی اخلاقی اصلاحات کو غیرمسلم اقوام کا طرز وعادت سمجھتے ہیں۔ کاش ہم اسلام کے فطری اورآفاقی نظام واصول سے آگاہی حاصل کرتے، تو کسی دوسرے فرد کی حق تلفی کی نوبت ہی نہ آتی۔

گھروں میں بغیراجازت کے داخلہ:

مثلاً اسلام کا واضح حکم ہے کہ کسی کے گھر، کمرہ وتخلیہ میں بغیراجازت کے داخل نہ ہوں بغیراجازت کسی کے پاس آنے سے کئی لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

ارشادربانی ہے: یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتاً غیربیوتکم حتی تستأنسوا وتسلموا علی اھلھا (سورۃ نور آیت ۲۷)

ترجمہ: "اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل مت ہو جب تک اجازت اوراس گھر کے رہنے والوں پرسلام نہ کرلو۔"

کسی کے تنہائی میں بغیراس کے پوچھے داخل ہونے کے نقصانات اوراجازت سے داخل ہونے کے اسرار

فوائد کو جان کر دنیاوی لحاظ سے ترقی یافتہ اقوام نے اس پر سختی سے عمل شروع کر دیا۔ مسلمان اس عمل کو ان لوگوں کے خصوصیات میں شمار کر کے کئی لوگوں کو یہ تک معلوم نہیں کہ یہ قرآنی حکم ہے جس کے مخاطب ہم ہیں جبکہ ہمارا پہیہ شریعت کے احکامات سے الٹا چلتا ہے۔ ہم کسی کے مکان میں داخلہ کے لئے اجازت طلب کرنے کو اپنی توہین اور اجنبیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ صرف یہ اجازت والا مسئلہ نہیں کئی ایسے اعمال اور اخلاق حسنہ ہیں جن کو ہم نے چھوڑ دیا ہے دوسری اقوام ان پر عمل کر رہے ہیں۔

باہمی حقوق وفرائض:

یہ بات یاد رہے کہ اسلام نے انسانی تہذیب وتمدن اور معاشرہ میں جو حقوق لازم کئے وہ یکطرفہ نہیں بلکہ ایک شخص پر جب دوسرے کے حقوق کی رعایت وایفاء کا حکم دیا گیا تو دوسرے فرد پر یہ ضروری قرار دیا گیا کہ جو اس کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھ رہا' یہ بھی اس کے حقوق کی ادائیگی کما حقہ کرے گا۔ جیسے بیوی پر خاوند کے حقوق ہیں تو خاوند پر بھی لازم ہے کہ وہ بیوی کے حقوق پامال کر کے ظلم وزیادتی کا مرتکب نہ ہو۔ جہاں اسلام نے مالک پر لازم قرار دیا ہے کہ اپنے غلام اور خادموں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ ان کو کھانے کی وہ مقدار جو ان کو ضرورت ہو کلی یا جزوی طور پر نہ روکیں نیز اپنے خادم وماتحت کے ساتھ کھانا کھانے' اٹھنے بیٹھنے کو باعث عار نہ سمجھیں' وہاں خادم وزیردست طبقہ پر بھی اپنے مالکوں کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا گیا۔

ماتحت پر بہتان کی سزا:

رحمۃ دو عالم ﷺ نے غلام کو اذیت کے لئے اس پر بہتان لگانے اور اسے بلا کسی وجہ مارنے سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: عن ابی هريرة قال سمعت ابا القاسمؐ يقول من قذف مملوكه وهو برئ مما قال جلد يوم القيامة الاان يكون كما قال (رواہ بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالقاسمؐ (یعنی حضورؐ) سے سنا فرمایا کرتے تھے جو شخص اپنے ماتحت پر زنا کی تہمت لگائے جبکہ حقیقتاً وہ اس جرم سے پاک ہو جو اس پر الزام لگایا گیا تو قیامت کے دن اس مالک کو کوڑے مارے جائینگے البتہ اگر وہ ماتحت حقیقت میں ایسا ہو جیسے مالک نے کہا ہو (تو پھر مالک اس سزا کا حقدار نہ ہوگا)

غلام کو بے جا سزا دینے کا کفارہ:

اسی طرح زیر کنٹرول اشخاص کے حقوق کی دفاع کرتے ہوئے بلا کسی شرعی مجبوری کے اپنے غلام کو مارنے تھپڑ لگانے پر اس کو آزاد کرنے کی تلقین فرمائی:

عن ابن عمرؓ قال سمعت رسول اللهؐ يقول من ضرب غلاما له' حدا لم ياته اولطمه فان كفارته' ان يعتقه (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے غلام کو ایسی سزا دے جس نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا (تو مالک نے بلاوجہ جو جرم کیا) اس کا کفارہ یہ کہ اس غلام کو آزاد کردے۔

ماتحتوں کو اپنے بڑوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید:

اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اسلام میں کمزور بے بس طبقہ کے حقوق اور عزت نفس کا کتنا خیال رکھا گیا ہے تو جہاں ماتحت بھی اپنے مالکوں کے حقوق کی ادائیگی کی بجائے ان سے راہ فرار اختیار کر کے اپنے حدود و قیودات سے تجاوز کریں ان کے روکنے کیلئے سخت وعید کا ذکر فرمایا۔ ارشاد نبوی ہے

وعن جرير قال قال رسول الله اذا ابق العبد لم تقبل له' صلاة وفي روايته عنه قال ايما عبد ابق فقد برئت منه الذمة وفي روايته عبد ابق فقد برئت منه الذمة وفي روايةعنه قال ايما عبد ابق عن مواليه فقد كفر حتي يرجع اليهم (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جریر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب غلام بھاگ جاتا ہے تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایک روایت میں حضرت جریرؓ سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو غلام بھاگ گیا تو اس سے ذمہ ختم ہوگیا (یعنی جب مرتد ہو کر دارالکفر چلا گیا تو اس کے اور اسلام کے درمیان اس کے جان و مال کی حفاظت اور ذمہ داری کا جو معاہدہ تھا اب باقی نہ رہا) ایک دوسری روایت میں حضرت جریرؓ سے یہ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو غلام اپنے مالکوں کے ہاں سے فرار ہوا وہ کافر ہوگیا۔ جب تک اس کے پاس واپس نہ آئے۔ اسلام جو کہ عدل وانصاف پر مبنی، افراط وتفریط سے پاک تاقیامت قائم ودوائم رہنے والا ایسا عالمگیر مذہب ہے کہ اس میں اگر ایک طاقتور مسلمان کو تاکید کی گئی کہ اپنے سے کمزور اور زیرکفالت فرد کے ساتھ ظلم وتعدی کے بجائے حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے تو اس حدیث کے سننے سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ ماتحت پر بھی اپنے کفیل اور مجازی مالک کے حقوق کی ادائیگی لازمی ہے، اگر شریعت کی طرف سے عائد کئے گئے ذمہ داریوں سے جان چھڑانے کی کوشش کرے گا تو اسلام کے اہم رکن نماز جیسے فرض کے ثواب سے محروم ہونا پڑے گا۔

مالک ومزدور کے درمیان تعلقات کا معیار:

تعلیمات نبوی ﷺ نے مالک ومزدور کے درمیان تعلقات ومعاملات کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے جو اعلیٰ ترین اصول وقواعد ذکر فرمائے اگر آج امت مسلمہ ان پر عمل کرتی تو پوری مسلم امہ جس پستی، معاشی ناہمواری طبقاتی کشمکش کا شکار ہے یہ صورتحال نہ ہوتی۔ اپنے ہی ملک کو لیجئے افرادی قوت، معدنیات کے ذخائر، خام مال کی فراوانی، زمین کی زرخیزی، مال و دولت کی کثرت غرض اللہ کی تمام نعمتیں حاصل ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے ملک کا اقتصادی، معاشی اور صنعتی ترقی کا گراف روبزوال ہے۔ ہزاروں صنعتی یونٹ بند پڑے ہیں۔ دنیا کے نقشے پر پاکستان کے

بعد نمودار ہونے والے کئی ملک صنعتی ترقی کی بدولت آج ترقی یافتہ ملکوں کے صف اول میں موجود ہیں۔ جبکہ ہم پیچھے کی طرف جارہے ہیں۔ جس کی کئی وجوہات واسباب ہیں۔

<u>ملکی انحطاط وتنزل کی اصل وجہ:</u> جن میں سب سے بڑی وجہ اسلام کے عادلانہ نظام میں مالک ومزدور کے خوشگوار ماحول کے لئے جو اصول ہیں ان کو کبھی اپنانے کی ہم نے کوشش ہی نہیں کی۔ فیکٹری کا مالک عزم کر بیٹھا ہے کہ مزدور سے زیادہ سے زیادہ کام لے کر جو کچھ کمائی ہو وہ صرف میری جیب میں جائے، وہ اس حق کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ مزدور اپنا خون پسینہ ایک کر کے جو حاصل کررہا ہے اس میں اس کا بھی کچھ حق ہے۔ مزدور کے دل میں ہے کہ کام کم کروں، تنخواہ وغیرہ زیادہ لوں۔ اگر بس چلے تو ان سرمایہ داروں کو ختم کر کے ان کی املاک وکارخانہ پر قبضہ کرلوں۔ دونوں طبقے ایک دوسرے کے تاک میں ہیں۔ اگر کام کرنے والے غالب آئیں تو مالک کو ختم کردیں گے۔ اور اگر سرمایہ دار غالب آیا تو مزدوروں کا دانہ پانی بند کردیں۔ اس کھینچا تانی میں ملک کے اکثر صنعتی یونٹ بند ہو کر ملک اقتصادی انحطاط پسماندگی کے دلدل میں پھنستا جارہا ہے۔

<u>ہر محکمہ میں خیانت وبدیانتی عروج پر ہے:</u>

یہ ایک دوسرے کی حق تلفی، خیانت اور استحصالی سلسلہ صرف اجر واجیر تک محدود نہیں بلکہ ہر محکمہ، شعبہ زندگی حتیٰ کہ ملازمین ان امراض کا شکار ہیں۔ اس سے کسی کو مستثنیٰ کرنے کی صورت کم از کم مجھے تو نظر نہیں آتی۔ ہر دفتر ومحکمہ کا بڑا انچارج اس انتظار میں ہے کہ میں افسر کی حیثیت سے اپنے فرائض وحقوق کی ادائیگی سے جان بچا کر زیادہ سے زیادہ کام کا بوجھ اپنے ماتحتوں کے سر ڈال دوں، ماتحت کام چوری اور ڈیوٹی کے وقت غیر حاضری کی عادت اپنا کر بغیر مزدوری تنخواہ اور اجرت لینا چاہتا ہے، یہ عادت صرف حقوق انسانی کے زمرہ میں نہیں آتی بلکہ بہت عظیم بددیانتی اور خیانت کا ارتکاب بھی بڑی ڈھٹائی سے ہورہا ہے کسی کو احساس تک نہیں کہ ملک وقوم کے نقصان کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھ عنداللہ کتنا ظلم کررہا ہے۔ یہ احساس ختم ہورہا ہے کہ جو کمایا جارہا ہے حلال ہے یا حرام۔

<u>حلال لقمے کی برکات:</u> حالانکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ حلال کا لقمہ کھانا اللہ کے قریب ہونے کی اہم شرط ہے، نیک کمائی کرنے والوں کے دل نور ایمان سے منور اور ان کے قلوب ہر وقت نیکیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ حرام کی کمائی اور کھانے والے سے نیکی کی توفیق ختم ہوجاتی ہے ہر وقت برے اعمال اور فسق وفجور کی طرف دل راغب اور گناہوں کے ارتکاب میں مصروف رہتے ہیں۔ قلب سکون واطمینان سے خالی ہو کر ہر وقت بے چینی اور پریشانی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ رب ذوالجلال ہم اور آپ سب کو ایسے اعمال سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائیں جو خالق ومالک سے دوری کا سبب بنیں۔ (آمین)

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی*

توازن اور اعتدال اور ہماری صورتحال

(ایک تجزیہ)

موجودہ دور میں ہم جن حالات سے دوچار ہیں اور جو خرابیاں ہم میں جڑ پکڑ چکی ہیں' ان میں ایک بے اعتدالی بھی ہے۔ اعمال و افعال کے درجات و مراتب سے ناواقفیت' اور اس کے نتیجہ میں غیر اہم امور کو اہم اور اولین مقام دے کر' اہم اور فوری توجہ کے متقاضی امور کو نظر انداز کرنا۔

اعتدال' توازن' ہر چیز کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا' تمام اعمال و احکام اور افعال و اقدار میں اہم کو غیر اہم سے مقدم رکھنا' عقل و شرع دونوں کا تقاضا ہے اور بنیادی طور پر ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہیکہ شریعت بندوں کو جن احکام' افعال' اور اقدار کا مکلّف اور پابند بناتی ہے' وہ سب مرتبہ میں یکساں نہیں ہیں' بلکہ ان میں شریعت نے تفاوت اور فرق رکھا ہے' کچھ بہت اہم ہیں اور کچھ اہمیت میں کم ہیں' کچھ اصول کا درجہ رکھتے ہیں اور کچھ فروع کا' ان میں فرائض وارکان کے درجہ کی چیزیں بھی ہیں' تکمیل و تحسین کے درجہ کی چیزیں بھی ہیں' اعلیٰ بھی ہیں اور ادنیٰ بھی۔

خود قرآن و حدیث کے نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے ہر حکم عدولی کا درجہ یکساں نہیں رکھا ہے۔ بلکہ ان میں فرق اور تفاوت ہے۔ قرآن میں ایک مقام پر ارشاد ہوا ہے۔ أجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله' لا يستوون عند الله' والله لا يهدى القوم الظالمين' الذين آمنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند الله' وأولئك هم الفائزون. (التوبہ)

''کیا تم لوگوں نے یہ ٹھہرا رکھا ہے کہ حاجیوں کے لئے سبیل لگا دینی اور مسجد حرام کو آباد رکھنا اسی درجہ کا کام ہے جیسا اس شخص کا کام جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں' اور اللہ (کا قانون یہ ہے کہ وہ) ظلم کرنے والوں پر (کامیابی کی) راہ نہیں کھولتا' جو لوگ ایمان لائے'

---

* جامعہ عربیہ امدادیہ مراد آباد' انڈیا

ہجرت کی' اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو یقیناً اللہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے' اور وہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔''

اس آیت میں یہ بتادیا گیا ہے کہ ایمان اور جہاد وہ اعمال ہیں جن کا درجہ مسجد حرام کو آباد کرنے اور حاجیوں کو پانی پلانے سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ دونوں برابر نہیں ہوسکتے' بلکہ ان میں درجات کے اعتبار سے بڑا فرق ہے۔

حدیث میں آیا ہے' الایمان بضع وسبعون شعبة اعلاها لا اله الا الله' وادناها اماطة الاذى عن الطريق (ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں' سب سے افضل شعبہ کلمہ لا الہ الا اللہ (کا اعتراف واقرار) ہے اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا اور دفع کرنا ہے۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایمان کے مختلف شعبوں میں اتحاد مرتبہ نہیں بلکہ تفاوت مراتب ومدارج ہے' صحابہ کرام چونکہ ایمانی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اس لئے وہ یہ جاننے کیلئے بے حد کوشاں رہتے تھے کہ سب سے افضل عمل کون ہے؟ تاکہ اسی پر مداومت کر کے قرب خداوندی کی دولت سے مالا مال ہوں' اسی لئے ذخیرہ احادیث میں بیسوں ایسی حدیثیں ہیں جن میں صحابہ نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا ہے کہ سب سے افضل یا سب سے بہتر یا اللہ کے نزدیک سب سے محبوب اور پیارا عمل کون سا ہے؟ اور جواب میں آپ نے مخاطبین' حالات' مقام وموقع' زمانہ ووقت کے تفاوت کی رعایت فرماتے ہوئے مختلف اعمال کو افضل بتایا' کبھی وقت کے شروع میں نماز کو افضل بتایا' کبھی عمل خیر پر مداومت کو بہتر قرار دیا' کبھی سلام کی ترویج کو افضل فرمایا اور کبھی بھوکے کو کھانا کھلانا سب سے اچھا کام بتایا' کبھی فرمایا کہ سب سے بہتر جہاد ظالم حاکم کے سامنے اعلان حق ہے' کبھی ارشاد ہوا' سب سے بہترین صدقہ تندرستی' مال کی محبت' بخل وحرص' اندیشہ فقر وامید مالداری کے زمانے کا صدقہ ہے۔

حضرت عمرو بن عبسہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپؐ سے پوچھا کہ "ما الاسلام؟" "اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' ان يسلم الله قلبك' وان يسلم المسلمون من لسانك ويدك' اسلام یہ ہے کہ تیرا دل اللہ کے سامنے جھک جائے اور مسلمان تیری زبان درازی اور دست درازی سے محفوظ رہیں' اس نے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا' ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر' اس کی کتابوں' فرشتوں' پیغمبروں اور موت کے بعد زندگی پر دل سے یقین کرلو' اس نے سوال کیا: کون سا ایمان افضل ہے' فرمایا: ہجرت' پوچھا: ہجرت کیا ہے: فرمایا: ہجرت یہ ہے کہ تم برائی اور گناہ چھوڑ دو۔ پوچھا: کونسی ہجرت افضل ہے۔ فرمایا: جہاد' پوچھا: جہاد کیا ہے؟ فرمایا: جہاد یہ ہے کہ جب کافر دشمنوں سے سامنا اور مڈبھیڑ ہوجائے تو ان سے لڑائی کرو' پوچھا: کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: جس میں گھوڑا ماردیا جائے اور مجاہد کا خون بہادیا جائے (شہید کردیا جائے) وہی سب سے افضل جہاد ہے (مسند احمد)

اس حدیث سے بہت واضح طور پر اعمال میں تفاوت مراتب ودرجات کا علم ہوتا ہے۔

قرآن وحدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اعمال صالحہ، اخلاق حسنہ اور عبادات میں معیار اور درجہ ومرتبہ کا واضح اور نمایاں فرق ہے جن کی بنیاد پر اہم اور غیر اہم کی تمیز کی جاسکتی ہے، مثلاً حدیث میں آیا ہے: صلاۃ الجماعۃ تفضل صلاۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ، باجماعت نماز تنہا نماز سے ستائیس گناہ زیادہ افضل ہے۔ (متفق علیہ) وہ نماز جن کیلئے مسواک کی جاتی ہے اس نماز سے ستر گنا برتر ہے جن کیلئے مسواک نہیں کی جاتی۔ (شعب الایمان)

روایت میں آتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس کل دو درہم تھے اس نے اپنا آدھا مال (ایک درہم) راہ خدا میں صدقہ کردیا، حالانکہ اسے اس درہم کی سخت ضرورت تھی، مگر اپنی ضرورت پر صدقہ کو ترجیح دی۔ اور دوسرے آدمی کے پاس بہت وافر مال تھا، جس میں اس نے ایک لاکھ درہم صدقہ کردیا، اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا: سبق درهم مائة الف درهم" ایک درہم ایک لاکھ درہم پر (دینے والے کے جذبہ اخلاص وایثار کی وجہ سے) فائق ہوگیا (سنن نسائی) ایک حدیث میں ہے: ایک روز دشمن کی سرحد پر پہرہ داری وحفاظت پورے ماہ کے روزوں اور شب بیداری سے افضل ہے۔" (صحیح مسلم)

دوسری طرف اعمال سئیہ، اخلاق فاسدہ اور شرعی ممنوعات میں بھی درجہ بندی اور تفاوت رتبہ ہے، کبائر (بڑے گناہ) اکبرالکبائر (سب سے بڑے گناہ) صغائر (چھوٹے گناہ) مکروہات مشتبہات، خلاف اولیٰ امور وغیرہ کی تقسیم اس کی واضح دلیل ہے۔ مثال کے طور پر اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: سود کا ایک درہم جسے آدمی کھائے اللہ کی نگاہ میں چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ (مسند احمد)

اس تفصیل سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ اعمال میں تفاوت ہے اور ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنا اور مناسب درجہ دینا اہل ایمان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

مگر آج امت کی صورتحال یہ ہے کہ مادی، معنوی، فکری، معاشرتی، سماجی، اجتماعی، واقتصادی، سیاسی وتہذیبی ہر میدان میں امت بے اعتدالی اور بے احتیاطی کی شکار ہے اور غیر اہم کو اہم قرار دے رہی ہے، آج اسلامی ممالک میں تعلیم جو کسی بھی قوم کی زندگی کیلئے اساس کا درجہ رکھتی ہے، کے مقابلے میں دوسرے غیر اہم بلکہ ناجائز اور غیر اہم چیزوں مثلاً لہو ولعب، ڈرامہ، تھیٹر، اداکاری، وغیرہ کو اولین مقام دیا جارہا ہے، نوجوانوں میں جسمانی صحت، ورزش وغیرہ، و روحانی وعقلی وشعوری صحت کے مقابلے میں زیادہ ترجیح مل رہی ہے۔

حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ "الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله و اذا فسدت فسد الجسد كله الاوهی القلب۔ (متفق علیہ)

سنو! جسم میں ایک ٹکڑا ہے، وہ درست تو پورا جسم درست، وہ خراب تو پورا جسم خراب، وہ دل ہے، اس میں جسم

کے مقابلے میں دل پر اولین توجہ دینے اور سب سے اہم سمجھنے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

عوام تو عوام ہیں، دیندار و صاحب علم طبقات میں بھی دور اندیشی، دقت نظر اور مستقبل بینی کا فقدان ہے، ان میں بھی یہی بے اعتدالی در آئی ہے، جب کہ علم ہی وہ روشنی ہے جو ہر عمل کی نشاندہی کرتی ہے اور شریعت کی نگاہ میں جس عمل کا جو درجہ اور مرتبہ ہے وہ علم ہی سے متعین ہوتا ہے۔ مگر رسوخ علمی اور فقاہت سے محروم افراد اس فرق کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اعتدال کے صراط مستقیم سے نکل کر افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ حد درجہ مخلص ہوتے ہیں، بے لوث ہوتے ہیں مگر علمی گہرائی کی کمی کی وجہ سے راجح کو چھوڑ کر مرجوح میں افضل کے بجائے مفضول میں اور ضروری کی بجائے غیر ضروری امور میں اپنی تمام عملی و فکری توانائیاں صرف کرنے لگتے ہیں، ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک عمل ایک وقت یا مقام میں تو فوری اہمیت و توجہ کا مستحق ہوتا ہے مگر دوسرے وقت یا مقام میں وہ اولین توجہ و اہمیت کا مستحق نہیں ہوتا۔ مگر ناواقف افراد اسے ہر وقت اور ہر مقام پر فوری اہمیت و توجہ کا مستحق سمجھتے ہیں۔

کچھ صاحب ثروت وہ ہیں جو تعمیر مسجد کی اہمیت و فضیلت کو سامنے رکھ کر ان محلوں اور علاقوں میں بھی مسجدیں بنوانے لگتے ہیں جہاں پہلے سے کئی مسجدیں موجود ہوتی ہیں، اور کسی نئی مسجد کی تعمیر کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی مگر وہ ایک خطیر رقم فوری ضرورت کے بغیر تعمیر مسجد میں خرچ کر دیتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عام حالات میں وہ مسجد ویران و بے آباد رہتی ہے، دعوت دین، کفر و الحاد کا مقابلہ اور دوسرے فوری ضرورت کے وہ کام جن کی طرف اولین توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، اسی لئے نظر انداز ہو جاتے ہیں اور اصحاب ثروت ان مدوں میں رقم خرچ کرنے سے کتراتے ہیں۔

ہر سال موسم حج میں نفلی حج کرنے والے افراد اور رمضان میں عمرہ کرنے والوں کا ایک زبردست ہجوم ہوتا ہے، بار بار حج و عمرہ کر چکنے کے بعد بھی دیار حرم کا شوق لوگوں کو لے جاتا ہے، یقیناً حج و عمرہ کی کثرت ایک بڑا نیک کام ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی بھی ترغیب دی ہے لیکن اس سے زیادہ اہمیت اور نیکی کے کام بھی ہو سکتے ہیں، یہی رقم اگر مسلمانوں کی فوری ضروریات میں خرچ ہو، اللہ کے دین کی خاطر جانبازی کرنے والوں کا تعاون کیا جائے، الحادی سرگرمیوں کا مقابلہ کیا جائے، بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کی جائے، بے سہارا بچیوں کی شادی کا نظم کیا جائے تو بلاشبہ (اکثر لوگوں کے لئے) یہ نفلی حج و عمرہ سے زیادہ اچھا اور فوری توجہ کا محتاج مصرف ہے۔

فقہی نقطۂ نظر سے اس وضاحت کا تجزیہ کرتے ہوئے مشہور عالم ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں: ”یہ رائے فقہی ناحیہ نظر سے بالکل درست ہے، یہ اصولی مسلمہ ضابطہ ہے کہ وہ فرائض جن کی فوری انجام دہی اور ادائیگی ضروری اور مطلوب ہو ان فرائض سے مقدم ہوتے ہیں جن کی ادائیگی میں کچھ تاخیر کی گنجائش نکل سکتی ہو۔ (ملاحظہ ہو فی فقه الأولیات لیوسف القرضاوی“ ص/۱۶)

اگر نفلی حج و عمرہ ادا کرنے والی یہ اکثریت اپنی رقم نفلی حج و عمرہ میں صرف کرنے کے بجائے ان موقعوں پر

خرچ کرتی جہاں خرچ کرنا فرض وواجب ہے' دنیا کے مختلف خطوں میں مادی ومعنوی تباہی سے دوچار اور دشمنوں کا نشانہ بنے ہوئے مسلمانوں کی عزت وآبرو اور جان کی حفاظت پر یہ رقم صرف ہوتی' تو کتنا کام ہوتا اور دشمن کو اپنی مہم میں کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا؟ مگر افسوس یہ ہے کہ اس پہلو پر توجہ ہی نہیں دی جارہی ہے۔

ایک بے اعتدالی یہ بھی ہے کہ میڈیکل کالجوں' انجینئرنگ کالجوں اور جدید ٹیکنالوجی کے انسٹیٹیوٹس میں تعلیم پانے والے بعض مسلم نوجوان دعوتی جذبے سے سرشار ہوکر دوران طالب علمی ہی کار دعوت میں لگ جاتے ہیں' بلاشبہ یہ بہت مبارک کام ہے اور نوجوانوں کا یہ جذبہ بہت قابل قدر وتحسین ہے' مگر بعض اوقات اس کا منفی پہلو یہ سامنے آتا ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو درمیان سے خیرباد کہہ کر دعوت ہی کے کام میں لگ جاتے ہیں' یہ افسوس ناک بات ہے' مسلم نوجوانوں کی ایک ٹیم کا ہر لائن اور شعبے میں ہونا ضروری ہے بلکہ فرض کفایہ ہے' اگر میڈیکل تعلیم' انجینئرنگ وغیرہ میدان مسلمانوں سے بالکل خالی ہوجائیں تو یہ ہمارا قومی ومذہبی جرم ہوگا' اخلاص نیت کے ساتھ ان میدانوں میں رہ کر خدمت اور مسلمانوں کو فائدہ پہونچانا بہت بڑی عبادت ہے' وہ دین سے الگ دوسری چیز نہیں ہے' اس لئے اس سے تغافل اور اعراض درست نہیں ہوسکتا۔

اگر ہر مسلمان اپنا شعبہ' پیشہ چھوڑ کر صرف ایک ہی طرح کے کام میں لگ جائے تو مسلمانوں کا بھلا کیسے ہوگا؟ صحابہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہر شعبے کے لئے الگ الگ افراد تھے' کسی نے اپنے کام نہیں چھوڑے ہاں جب جہاد عام کی صدا لگتی تھی اور ایمرجنسی حالات کا اعلان ہوتا تھا تو سب جہاد میں نکل پڑتے تھے' انہیں صحابہ کی پیروی کے ہم بھی مکلف ہیں' اسلام میں دینی ودنیا کی تفریق نہیں ہے' ہر کام دین بن سکتا ہے اگر شرعی حدود میں رہ کر بے لوثی کے ساتھ جذبہ خدمت سے انجام دیا جائے۔

امام غزالیؒ جو اپنے زمانے میں اسرار شرع کے بہت بڑے عالم تھے' انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کی توجہ فقہ وغیرہ کی طرف بہت ہے مگر طب کی طرف بالکل مسلمان متوجہ نہیں ہیں۔ بیماروں کو یہودی وعیسائی طبیب کے علاوہ کوئی مسلمان طبیب نہیں ملتا' اس صورتحال پر امام غزالی نے نوٹس لیا اور اپنے دور کے مسلمانوں کو طب کی طرف متوجہ کیا اور اس پر ابھارا کہ مسلم طبیبوں کی ایک جماعت ہونی چاہیے۔

ہمارے موجودہ دور کا المیہ یہ بھی ہے کہ ہم جزئی' فروعی اور غیر ضروری مسائل میں الجھ کر اپنی انرجی ضائع کرتے ہیں اور اصولی واساسی مسائل کی طرف سے بے خبر اور لاپرواہ ہیں' گھڑی دائیں ہاتھ میں باندھی جائے یا بائیں ہاتھ میں؟ عورت مسجد میں جاسکتی ہے یا نہیں؟ کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ پینٹ شرٹ پہنی جاسکتی ہے یا نہیں؟ چمچوں اور کانٹوں کا استعمال جائز ہے یا حرام' اور اس جیسے نہ جانے کتنے جزئی مسائل ہیں جن میں ہم الجھ کر اپنا وقت ضائع کررہے ہیں' اپنی صفوں میں انتشار پیدا کررہے ہیں' دلوں میں کدورتیں بڑھا رہے ہیں' یہ بے مقصد کوششیں

ہیں' اور فضول ولغو مصروفیات ہیں' جن میں پڑ کر ہم اساسیات کو نظرانداز کر بیٹھے ہیں۔

امت اسلامیہ کی مجموعی صورتحال کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ (۱) یہ امت ان فروض کفایہ کو نظرانداز کر رہی ہے جو مسلمانوں کی اجتماعی قوت واستحکام کے ضامن ہیں' سائنسی وٹیکنالوجی' صنعت اور میڈیا کے میدانوں میں سبقت اور نمایاں شرکت وہ بنیادی چیز ہے جس سے ہم غافل ہیں' اسی طرح غیر مسلموں میں دعوت اسلام کے فرض کفایہ سے بے اعتنائی عام ہے' جو مخلص اس مہم میں سرگرم ہیں انہیں دوسرے بھائیوں سے کوئی تعاون نہیں مل رہا ہے۔

ظالم اور دین سے منحرف حاکموں کا مقابلہ اور ان کے سامنے اعلان حق اور نفاق و مداہنت سے بچنا یہ وہ فرائض ہیں جن سے امت مجموعی طور پر غفلت برت رہی ہے۔

(۲) بعض وہ چیزیں جو فرض عین کے زمرہ میں آتی ہیں ان سے بھی غفلت ہم میں عام ہے' یا تو ہم سرے سے ان کو ادا نہیں کرتے' یا ادا تو کرتے ہیں مگر ان کا مطلوبہ حق پورا نہیں کرتے' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان فرائض میں ہے جسے امت محمدیہ کا شعار قرار دیا گیا ہے' اور قرآن میں نماز وزکوٰۃ کے ساتھ اس کا ذکر آیا ہے اور اسے امت مسلمہ کے خیر امت ہونے کا ایک بنیادی سبب بتایا گیا ہے' اور یہود کو اسی فرض سے تغافل کے جرم میں ملعون قرار دیا گیا اور عذاب میں مبتلا کیا گیا' آج امت کی اکثریت اس سے غافل ہے' کسی منکر کے جواب میں تغیر بالید (زور بازو سے مٹانا) تغیر باللسان (زبان سے منکر پر نکیر کرنا (تغیر بالقلب (دل میں برا سمجھنا اور طاقت ملنے پر منکر مٹانے کا عزم مصمم کرنا) کے تین درجے ہیں' بمشکل آخری درجہ ہم میں پایا جاتا ہے' اور کچھ وہ بے توفیق بھی ہیں جو اس تیسرے درجے سے بھی محروم ہیں اور حدیث کے بموجب رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ان میں نہیں ہے۔

(۳) بعض ارکان وفرائض پر توجہ ہے اور بعض پر توجہ نہیں' اس کی واضح مثال روزہ ہے' رمضان میں روزوں کی پابندی عام طور پر مسلمان کرتے ہیں' مگر سال بھر نمازوں کی پابندی سے غافل رہتے ہیں' حالانکہ نماز بلاشبہ روزہ سے اہم ہے۔ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں زکوٰۃ نہیں دیتے' حالانکہ قرآن میں دسیوں مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ ذکر آیا ہے' حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا فرمان ہے' أمرنا باقامة الصلاة و ایتاء الزکاة' ومن لم یزک فلا صلاة له (طبرانی) ہمیں نماز وزکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے' جو زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز نامعتبر ہے' حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا' واللہ لأقاتلن من فرق بین الصلاة و الزکاة (متفق علیہ) بخدا میں اس سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز وزکوٰۃ میں فرق کرے' یعنی نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے' جس طرح نماز چھوڑنا جرم ہے' اسی طرح زکوٰۃ نہ دینا جرم ہے۔ اسی لئے صحابہ نے عہد صدیقی میں مانعین زکوٰۃ سے قتال پر اجماع کرلیا تھا۔

(۴) فرائض سے زیادہ نوافل پر توجہ ہوگئی ہے' بہت سے ایسے مسلمان ہیں' جو اجتماعی زندگی کے فرائض کی ادائیگی سے کوتاہ ہیں' والدین کے ساتھ سلوک' اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی' پڑوسیوں کے ساتھ حسن معاملہ' کمزوروں پر رحم و کرم'

یتیموں اور فقراء کی مدد' منکر پرنکیر' ظلم کا خاتمہ اور مقابلہ' تجارت میں امانت داری' جھوٹ اور فریب سے بچنا' دوسروں کے حقوق کی ادائیگی یہ سب وہ فرائض ہیں جن سے عام مسلمان غافل ہیں' اوراذکار' تسبیحات' اوران' اوراد وظائف جو نفل درجے کی چیزیں ہیں ان پر ان فرائض سے زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

(۵) انفرادی عبادتوں پر خوب توجہ اور اجتماعی عبادتوں سے یکسر بے پروائی بھی ہمارا فرض ہے' ہم اپنی حد تک نماز اور ذکر کے خوب پابند ہیں' مگر اجتماعی اور متعدی نفع وافادیت کی حامل عبادتوں مثلا جہاد' اصلاح معاشرہ' اتحاد کی کوشش' تعاون علی الخیر' دوسروں کو صبر ورحم کی تلقین' عدل کی دعوت ' دوسروں کے حقوق کی پاسداری وغیرہ سے ہم یکسر بے پرواہ ہیں۔

(۶) ہم میں بہت سے لوگ حرام کاموں پرنکیر سے زیادہ مکروہات ومشتبہات پرنکیر کررہے ہیں' کبائر سے زیادہ صغائر پرنکیر کررہے ہیں' یہ بھی بے اعتدالی ہے' کبائر ومحرمات پرنکیر پہلے اور زیادہ ہونی چاہیئے' صغائر ومکروہات پر بھی نکیر ہو' مگر اسکا درجہ دوسرے نمبر پر آتا ہے' بے ترتیبی سے فائدہ نہیں نقصان ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہم فروع وجزئیات میں لگ اور پھنس کر اصول کو نظر انداز کر بیٹھے ہیں' حالانکہ یہ ضابطہ ہے کہ جو اصول کو ضائع اور نظر انداز کر دیتا ہے وہ منزل مقصود تک رسائی نہیں حاصل کر پاتا' ہم کبیرہ کو صغیرہ' صغیرہ کو کبیرہ' معمولی کو غیر معمولی' غیر معمولی کو معمولی' اول کو آخر' آخر کو اول' اہم کو غیر اہم' غیر اہم کو اہم' اولین درجہ کی چیز کو ثانوی' ثانوی درجہ کی چیز کو اولین سمجھنے' فرض سے زیادہ نفل پر توجہ' کبائر کے ارتکاب اور صغائر سے پرہیز کی سنگین غلطی اور بے اعتدالی میں مبتلا ہیں۔

یہ ہمارے لئے بڑا سنگین خطرہ ہے' آج اس کی شدید ضرورت ہے کہ ہم یہ بے اعتدالی دور کریں' افراط و تفریط سے نکل کر اعتدال وتوازن کو اپنا شعار بنائیں' اعمال وفعال کے مراتب سے واقف ہوں اور ہر چیز کو اس کے مقام مطلوب ومحمود پر رکھ کر عملی اقدام کریں' اسی میں ہماری دینوی اور اخروی صلاح وفلاح مضمر ہے' اور یہی عقل اور شرع دونوں کا تقاضا اور مطالبہ بھی ہے۔

یہ اس موضوع کا سرسری مطالعہ وتجزیہ ہے مزید تفصیل کے شائقین شیخ یوسف قرضاوی کی عربی کتاب "فی فقه الأولیات" کا مطالعہ کر سکتے ہیں' راقم نے اس مضمون کی ترتیب میں اس کتاب سے کافی مدد لی ہے۔

خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

آپ اپنے گرانقدر مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں: editor_alhaq@yahoo.com

مولانا محمد ابراہیم قاسمی *

اسلامی ریاست میں
غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کے حقوق

اسلام ان تمام حقوق میں، جو کسی مذہبی فریضہ اور عبادت سے متعلق نہ ہوں؛ بلکہ ان کا تعلق ریاست کے نظم و ضبط اور شہریوں کے بنیادی حقوق سے ہو غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمانوں کے درمیان عدل وانصاف اور مساوات قائم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن میں ان غیر مسلموں کے ساتھ، جو اسلام اور مسلمانوں سے برسرپیکار نہ ہوں اور نہ ان کے خلاف کسی سازشی سرگرمی میں مبتلا ہوں، خیر خواہی، مروت، حسن سلوک اور رواداری کی ہدایت دی گئی ہے۔

لاينهٰكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين، ولم يخرجوكم من ديار كم. أن تبروهم وتقسطوا اليهم. (الممتحنة: ٨)

''اللہ تم کو منع نہیں کرتا ہے ان لوگوں سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک۔''

اسلامی ریاست میں تمام غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کو عقیدہ، مذہب، جان و مال اور عزت وآبرو کے تحفظ کی ضمانت حاصل ہوگی۔ وہ انسانی بنیاد پر شہری آزادی اور بنیادی حقوق میں مسلمانوں کے برابر شریک ہوں گے۔ قانون کی نظر میں سب کے ساتھ یکساں معاملہ کیا جائے گا، بحیثیت انسان کسی کے ساتھ کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ جزیہ قبول کرنے کے بعد ان پر وہی واجبات اور ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو مسلمانوں پر عائد ہیں، انھیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان تمام مراعات وسہولیات کے مستحق ہوں گے، جن کے مسلمان ہیں۔

"فإن قبلوا الذمة فأعلمهم أن لهم ما للمسلمين وعليهم ما على المسلمين" (بدائع الصنائع، ج:٦، ص: ٦٢)

اگر وہ ذمہ قبول کرلیں، تو انھیں بتادو کہ جو حقوق ومراعات مسلمانوں کو حاصل ہیں، وہی ان کو بھی حاصل ہوں گی اور جو ذمہ داریاں مسلمانوں پر عائد ہیں وہی ان پر بھی عائد ہوں گی۔

---

* استاذ ادب مدرسہ فرقانیہ گونڈہ؍انڈیا

<u>تحفظ جان:</u> جان کے تحفظ میں ایک مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں دونوں کی جان کا یکساں تحفظ واحترام کیا جائے گا اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی غیر مسلم رعایا کی جان کا تحفظ کرے اور انھیں ظلم وزیادتی سے محفوظ رکھے۔ پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے:

"من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة، وان ريحها ليوجد من مسيرة أربعين عاما" (بخاری شریف کتاب الجهاد، باب اثم من قتل معاهدا بغير جرم. ج:۱،ص: ۴۴۸)

جو کسی معاہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا، جب کہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا:

''میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد وذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے عہد کو وفا کیا جائے، ان کی حفاظت ودفاع میں جنگ کی جائے، اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالا جائے۔''(۱)

<u>تحفظ مال:</u>

اسلامی ریاست مسلمانوں کی طرح ذمیوں کے مال وجائیداد کا تحفظ کرے گی، انھیں حق ملکیت سے بے دخل کرے گی نہ ان کی زمینوں اور جائیدادوں پر زبردستی قبضہ، حتیٰ کہ اگر وہ جزیہ نہ دیں، تو اس کے عوض بھی ان کی املاک کو نیلام وغیرہ نہیں کرے گی۔ حضرت علیؓ نے اپنے ایک عامل کو لکھا:

''خراج میں ان کا گدھا، ان کی گائے اور ان کے کپڑے ہرگز نہ بیچنا۔''(۲)

ذمیوں کو مسلمانوں کی طرح خرید وفروخت، صنعت وحرفت اور دوسرے تمام ذرائع معاش کے حقوق حاصل ہوں گے، اس کے علاوہ، وہ شراب اور خنزیر کی خرید وفروخت بھی کر سکتے ہیں۔ نیز انھیں اپنی املاک میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق ہوگا، وہ اپنی ملکیت وصیت وہبہ وغیرہ کے ذریعہ دوسروں کو منتقل بھی کر سکتے ہیں۔ ان کی جائیداد انھیں کے ورثہ میں تقسیم بھی ہوگی، حتیٰ کہ اگر کسی ذمی کے حساب میں جزیہ کا بقایا واجب الادا تھا اور وہ مر گیا تو اس کے ترکہ سے وصول نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے ورثہ پر کوئی دباؤ ڈالا جائے گا۔

کسی جائز طریقے کے بغیر کسی ذمی کا مال لینا جائز نہیں ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"ألا! لا تحل أموال المعاهدين إلا بحقها"(۳)

خبردار معاہدین کے اموال حق کے بغیر حلال نہیں ہیں۔

تحفظ عزت وآبرو:

مسلمانوں کی طرح ذمیوں کی عزت وآبرو اور عصمت وعفت کا تحفظ کیا جائے گا، اسلامی ریاست کے کسی شہری کی توہین وتذلیل نہیں کی جائیگی۔ ایک ذمی کی عزت پر حملہ کرنا، اس کی غیبت کرنا، اسکی ذاتی وشخصی زندگی کا تجسس، اس کے راز کو ٹوہنا، اسے مارنا، پیٹنا اور گالی دینا ایسے ہی ناجائز اور حرام ہے، جس طرح ایک مسلمان کے حق میں۔

"ویجب کف الاذیٰ عنہ، وتحرم غیبتہ کالمسلم" (۴)

اس کو تکلیف دینے سے رکنا واجب ہے اور اس کی غیبت ایسی ہی حرام ہے جیسی کسی مسلمان کی۔

عدالتی وقانونی تحفظ:

فوجداری اور دیوانی قانون ومقدمات مسلم اور ذمی دونوں کے لیے یکساں اور مساوی ہیں، جو تعزیرات اور سزائیں مسلمانوں کے لیے ہیں، وہی غیر مسلموں کے لیے بھی ہیں۔ چوری، زنا اور تہمتِ زنا میں دونوں کو ایک ہی سزا دی جائے گی، ان کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ قصاص، دیت اور ضمان میں بھی دونوں برابر ہیں۔ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کردے، تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے:

"دماؤھم کدمائنا" (۵) ان کے خون ہمارے خون ہی کی طرح ہیں۔

حضورﷺ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کردیا، تو آپﷺ نے اس کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: "انا أحق من وفی بذمتہ" (۶) "میں ان لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار ہوں جو اپنا وعدہ وفا کرتے ہیں۔"

البتہ ذمیوں کے لیے شراب اور خنزیر کو قانون سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے، چنانچہ انھیں خنزیر رکھنے، کھانے اور خرید وفروخت کرنے، اسی طرح شراب بنانے، پینے اور بیچنے کا حق ہے۔

مذہبی آزادی:

ذمیوں کو اعتقادات وعبادات اور مذہبی مراسم وشعائر میں مکمل آزادی حاصل ہوگی، ان کے اعتقاد اور مذہبی معاملات سے تعرض نہیں کیا جائے گا، ان کے کنائس، گرجوں، مندروں اور عبادت گاہوں کو منہدم نہیں کیا جائے گا۔

قرآن نے صاف صاف کہہ دیا:

لا إکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی (البقرہ)

دین کے معاملہ میں کوئی جبر واکراہ نہیں ہے، ہدایت گمراہی سے جدا ہوگئی۔

وہ بستیاں جو امصار المسلمین (اسلامی شہروں) میں داخل نہیں ہیں، ان میں ذمیوں کو صلیب نکالنے، ناقوس اور گھنٹے بجانے اور مذہبی جلوس نکالنے کی آزادی ہوگی، اگر ان کی عبادت گاہیں ٹوٹ پھوٹ جائیں، تو ان کی مرمت اور

ان کی جگہوں پر نئی عبادت گاہیں بھی تعمیر کر سکتے ہیں۔ البتہ امصار المسلمین یعنی ان شہروں میں، جو جمعہ عیدین، اقامت حدود اور مذہبی شعائر کی ادائیگی کے لیے مخصوص ہیں، انھیں کھلے عام مذہبی شعائر ادا کرنے اور دینی وقومی جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اور نہ وہ ان جگہوں میں نئی عبادت گاہیں تعمیر کر سکتے ہیں۔ البتہ عبادت گاہوں کے اندر انھیں مکمل آزادی حاصل ہوگی۔ اور عبادت گاہوں کی مرمت بھی کر سکتے ہیں۔

وہ فسق و فجور جس کی حرمت کے اہل ذمہ خود قائل ہیں اور جو ان کے دین و دھرم میں حرام ہیں، تو ان کے اعلانیہ ارتکاب سے انھیں روکا جائے گا۔ خواہ وہ امصار المسلمین میں ہوں یا اپنے امصار میں ہوں۔

ذمی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مذہبی درسگاہیں بھی قائم کر سکتے ہیں۔ انھیں اپنے دین و مذہب کی تعلیم و تبلیغ اور مثبت انداز میں خوبیاں بیان کرنے کی بھی آزادی ہوگی۔

اسلامی ریاست ذمیوں کے پرسنل لاء میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی، بلکہ انھیں ان کے مذہب و اعتقاد پر چھوڑ دے گی وہ جس طرح چاہیں اپنے دین و مذہب پر عمل کریں۔ نکاح، طلاق، وصیت، ہبہ، نان ونفقہ، عدت اور وراثت کے جو طریقے ان کے دھرم میں جائز ہیں، انھیں ان پر عمل کرنے کی مکمل آزادی ہوگی، خواہ وہ اسلامی قانون کی رو سے حرام و ناجائز ہی کیوں نہ ہوں۔ مثلاً اگر ان کے یہاں محرمات سے نکاح بغیر گواہ اور مہر کے جائز ہے، تو اسلامی ریاست انھیں اس سے نہیں روکے گی؛ بلکہ اسلامی عدالت ان کے قانون کے مطابق ہی فیصلہ کرے گی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت حسنؒ سے اس سلسلے میں ایک استفتاء کیا تھا:

"ما بال الخلفاء الراشدين، تركوا أهل الذمة، وما هم عليه من نكاح المحارم، واقتناء الخمور والخنازير"

کیا بات ہے کہ خلفاء راشدین نے ذمیوں کو محرمات کے ساتھ نکاح اور شراب اور سور کے معاملہ میں آزاد چھوڑ دیا۔

جواب میں حضرت حسن نے لکھا

"انما بذلوا الجزية ليتركوا وما يعتقدون، وانما أنت متبع لا مبتدع"

انھوں نے جزیہ دینا اسی لیے تو قبول کیا ہے کہ انھیں ان کے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ کا کام پچھلے طریقے کی پیروی کرنا ہے نہ کہ کوئی نیا طریقہ ایجاد کرنا"(۷)

منصب وملازمت:

اسلامی آئین سے وفاداری کی شرط پوری نہ کرنے کی وجہ سے اہل ذمہ پالیسی ساز اداروں، تفویض وزارتوں اور ان مناصب پر فائز نہیں ہو سکتے ہیں، جو اسلام کے نظامِ حکومت میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، بقیہ تمام ملازمتوں اور عہدوں کے دروازے ان کے لیے کھلے ہیں۔ اس سلسلے میں ماوردی نے ذمیوں کی پوزیشن ظاہر کرتے

ہوئے لکھا ہے:

''ایک ذمی وزیر تنفیذ ہوسکتا ہے، مگر وزیر تفویض نہیں۔ جس طرح ان دونوں عہدوں کے اختیارات میں فرق ہے، اسی طرح ان کے شرائط میں بھی فرق ہے۔ یہ فرق ان چار صورتوں سے نمایاں ہوتا ہے: پہلے یہ کہ وزیر تفویض خود ہی احکام نافذ کرسکتا ہے اور فوج داری مقدمات کا تصفیہ کرسکتا ہے، یہ اختیارات وزیر تنفیذ کو حاصل نہیں۔ دوسرے یہ کہ وزیر تفویض کو سرکاری عہدے دار مقرر کرنے کا حق ہے، مگر وزیر تنفیذ کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ وزیر تفویض تمام جنگی انتظامات خود کرسکتا ہے وزیر تنفیذ کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ چوتھے یہ کہ وزیر تفویض کو خزانے پر اختیار حاصل ہے وہ سرکاری مطالبہ وصول کرسکتا ہے اور جو کچھ سرکار پر واجب ہے اسے ادا کرسکتا ہے۔ یہ حق بھی وزیر تنفیذ کو حاصل نہیں ہے۔ ان چار شرطوں کے علاوہ اور کوئی بات ایسی نہیں جو ذمیوں کو اس منصب پر فائز ہونے سے روک سکے''(۸)

اسلامی خزانے سے غیر مسلم محتاجوں کی امداد

صدقات واجبہ (مثلاً زکوۃ عشر) کے علاوہ بیت المال کے محاصل کا تعلق جس طرح مسلمانوں کی ضروریات وحاجات سے ہے، اسی طرح غیر مسلم ذمیوں کی ضروریات وحاجات سے بھی ہے، ان کے فقراء ومساکین اور دوسرے ضرورت مندوں کے لیے اسلام بغیر کسی تفریق کے وظائف معاش کا سلسلہ قائم کرتا ہے۔ خلیفہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اسلامی ریاست کا کوئی شہری محروم المعیشت نہ رہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے گشت کے دوران میں ایک دروازے پر ایک ضعیف العمر نابینا کو دیکھا آپؓ نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ کر پوچھا کہ تم اہل کتاب کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو، اس نے جواب دیا کہ میں یہودی ہوں۔

حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ گداگری کی یہ نوبت کیسے آئی۔ یہودی نے کہا۔ ادائے جزیہ، شکم پروری اور پیری سہ گونہ مصائب کی وجہ سے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر لائے اور جو موجود تھا، اس کو دیا اور بیت المال کے خازن کو لکھا:

''یہ اور اس قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی تفتیش کرو۔ خدا کی قسم ہرگز یہ ہمارا انصاف نہیں ہے کہ ہم جوانی میں ان سے جزیہ وصول کریں اور بڑھاپے میں انھیں بھیک کی ذلت کے لیے چھوڑ دیں قرآن کریم کی اس آیت (انما الصدقات للفقراء والمساکین) میں میرے نزدیک فقراء سے مسلمان مراد ہیں اور مساکین سے اہل کتاب کے فقراء اور غرباء۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ایسے تمام لوگوں سے جزیہ معاف کرکے بیت المال سے وظیفہ بھی مقرر کردیا۔''(۹)

حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید نے اہل حیرہ کے لیے جو عہد نامہ لکھا وہ حقوق معاشرت میں مسلم اور غیر مسلم کی ہمسری کی روشن مثال ہے:

''اور میں یہ طے کرتا ہوں کہ اگر ذمیوں میں سے کوئی ضعف پیری کی وجہ سے ناکارہ ہو جائے، یا آفت ارضی وسماوی میں سے کسی آفت میں مبتلا ہو جائے، یا ان میں سے کوئی مالدار محتاج ہو جائے اور اس کے اہل مذہب اس کو خیرات دینے لگیں، تو ایسے تمام اشخاص سے جزیہ معاف ہے۔ اور بیت المال ان کی اور ان کی اہل وعیال کی معاش کا کفیل ہے۔ جب تک وہ دارالاسلام میں مقیم رہیں۔''(۱۰)

<u>معاہدین کے حقوق</u>

مذکورہ بالا حقوق میں تمام اہل ذمہ شریک ہیں، البتہ وہ غیر مسلم رعایا، جو جنگ کے بغیر، یا دوران جنگ مغلوب ہونے سے پہلے، کسی معاہدے یا صلح نامے کے ذریعہ اسلامی ریاست کے شہری ہو گئے ہوں تو ان کے ساتھ شرائط صلح کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔ ان شرائط پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔ ان سے ایک سرمو بھی تجاوز نہیں کیا جائے گا، نہ ان پر کسی قسم کی زیادتی کی جائے گی، نہ ان کے حقوق میں کمی کی جائے گی۔ نہ ان کی مذہبی آزادی سلب کی جائے گی، نہ ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالا جائے گا۔

معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے کو آخرت میں باز پرس کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑے گا اور رسول اللہ ﷺ اس کے خلاف قیامت کے دن مستغیث ہوں گے۔

"ألا من ظلم معاهذا، أو انتقصه، أو خلفه فوق طاقته أو أخذ منه شيئا بغير طيب نفس، فأنا حجيجه يوم القيامة"

خبردار! جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا، یا اس کے حقوق میں کمی کرے گا، یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بار ڈالے گا، یا اس سے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف وصول کرے گا، اس کے خلاف قیامت کے دن میں خود مستغیث بنوں گا۔(۱۱)

حواشی

(۱) حضرت عمر کے سیاسی نظریے، ص:۹۳: ابویحییٰ امام خان، مطبوعہ گوشۂ ادب چوک انارکلی لاہور

(۲) اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق، ص:۲۰

(۳) ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی اکل السباع

(۴) اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق، ص:۱۵

(۵) نصب الرایۃ، ج:۲، ص:۳۸۱

(۶) اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق، ص:۱۱

(۷) اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق، ص:۱۱

(۸) بنیادی حقوق، ص:۳۱۱

(۹) اسلام کا اقتصادی نظام، ص:۱۵۱

(۱۰) اسلام کا اقتصادی نظام

(۱۱) اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق، ص:۶

پروفیسر محمد عبداللہ ملک *

''زرعی خود کفالت و بندوبست اراضی''

سیرت طیبہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے صحن کو انسانوں کی آماجگاہ بنایا اور لفظ کن کی صدائے جانفزا سے مختلف انواع کی کائنات ظہور پذیر ہوئی۔ حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین تخلیق فرمائی جو بذات انسان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ جس سے اللہ کے حکم سے ہر طرح کی نباتات اور ہر قسم کے پھل اور پھول پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل زمین ہی انسانی معیشت کا سرچشمہ ہے کیونکہ اسی کے اندر انسان و دیگر مخلوقات کی روزی پنہاں ہے۔ گویا کہ زمین ہی تمام انسانیت کی بقاء کے لئے متعین روزی کا ذخیرہ فراہم کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش قلیلاً ماتشکرون (۱)

''اور ہم نے تمہیں زمین میں بسایا اور اس میں تمہاری زندگی کا سامان فراہم کیا مگر لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں''

غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین زرخیزی اور پیداواری صلاحیت کے لحاظ سے یکساں نہیں بنائی بلکہ اس کی مٹی کے اندر ایسے عناصر ودیعت کئے ہیں جو نباتات کی نشوونما اور پروان چڑھانے میں مددگار ہوتے ہیں تو ایسے قدرتی عناصر پر مشتمل مٹی کس نے پیدا کی؟ چھوٹے چھوٹے بیجوں کے اندر نما اور بڑھنے و پھیلنے پھولنے اور تن آور درخت بننے کی قابلیت کس نے عطا کی؟ کس نے نباتات کی نشوونما کے لئے آسمان سے پانی برسائے اور پہاڑوں سے چشمے جاری کرنے کا بندوبست فرمایا اور کس نے پودوں اور فصلوں کی افزائش کے لئے مخصوص گیسوں اور دھوپ کا انتظام فرمایا؟ ان سوالات کا جواب صرف اور صرف یہی ہوگا وہ ہستی اللہ جل شانہ کی ہے جس نے سرسبز و شاداب اور لہلاتے ہوئے کھیتوں کے لئے گرمی و سردی کی موزوں مقدار فراہم کی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

افرایتم ماتحرثون ء انتم تزرعونہ ام نحن الزارعون لو نشاء لجعلناہ حطاما فظلتم تفکھون (۲)

* شعبہ علوم اسلامیہ۔ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

'' کبھی تم نے یہ سوچا کہ بیج جو تم بوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتوں کو بھس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ''

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فصلوں کی پیداوار میں سے مخصوص شرح کے حساب سے زکوٰۃ الارض (عشر) کی فرضیت کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یایها الذین امنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم ومما اخرجنالکم من الارض (۳)

''اے ایمان والو! اپنی کمائی سے ستھری چیز خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں۔''

علامہ قرطبی نے من الارض سے مراد ہر طرح کی نباتات، معدنیات اور رکازلی ہے کیونکہ اس آیت کا اطلاق ان تینوں اقسام پر ہوتا ہے اور یہ حکم عمومی ہے۔ (۴)

جسٹس محمد کرم شاہ الازہریؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا اندازہ عالم نباتات میں غور کرنے سے لگایا جا سکتا ہے۔ جس نے مختلف قسم کے لذیذ پھل، اونچے اونچے کھجور کے درخت اور لہلہاتے ہوئے کھیت (جن کی اقسام کا شمار بھی ممکن نہیں) پیدا کئے۔ (۵)

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام گوشے روشن مینار کی مانند آج بھی انسانیت کی راہنمائی کرتے ہیں۔ سیرت نگار سیرت کے تمام پہلوؤں پر مضامین، آرٹیکل، مقالات اور کتب لکھ رہے ہیں۔ کوئی بحیثیت معلم اخلاق رسول اللہ ﷺ کو موضوع سخن بناتا ہے، کوئی لکھنے والا بحیثیت سربراہ مملکت، کوئی بطور سربراہ خاندان، کوئی بطور قانون دان، اور کوئی آپ کی عدالت اور فیصلوں کو تحریر کرتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کی سیرت کا کوئی پہلو اور گوشہ بھی ضبط تحریر میں مکمل طور پر نہیں لایا جاسکا اور نہ ہی ان کی سرت نگاری کا حق ادا ہوسکا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی سیرت تمام انسانیت کیلئے ہر شعبہ زندگی سے متعلق رہنما اصولوں سے بھری پڑی ہے۔ مقالہ ہذا میں رسول اللہ ﷺ کی زرعی حکمت عملی کی روشنی میں زراعت کے شعبہ کی ترقی کے لئے ممکنہ اقدامات تجویز کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی یہ مملکت حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی مملکت بن سکے۔

رسول اللہ ﷺ کی زرعی حکمت عملی اور اصول:

عہد نبوی میں مدینہ اور جزیرۃ العرب کی دیگر زمینوں سے متعلق بندوبست کا معاملہ کیا گیا۔ اس کے مطابق اسلامی ریاست کی اراضی کی چار اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور درج ذیل چار اصول وضع کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) جن لوگوں نے دین اسلام قبول کر لی رحمت عالمؐ نے ان کی املاک سے انہیں محروم نہیں کیا اور ان کو زرعی و سکونتی املاک پر بحال رکھا جس کی مثال مدینہ، طائف، یمن اور بحرین کی زمین۔ اس معاملے میں آپ ﷺ کا حکم قابل

عمل ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''جو لوگ اسلام قبول کرلیں تو ان کے خون اور املاک دوسروں پر حرام ہیں''(۶)

امام ابو یوسف نے اس امر کی یوں تشریح کی ہے۔

''جو لوگ اسلام قبول کرلیں ان کا خون حرام ہے۔ قبول اسلام کے وقت وہ جن اموال و املاک کے مالک تھے وہ انہیں کی ملکیت رہیں گے۔ اسی طرح ان کی زمینیں عشری قرار پائیں گی۔ اس کی مثال مدینہ کے انصار میں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور وہ اپنی زمینوں کے مالک رہے اور ان پر عشر لگایا گیا۔ ایسا ہی معاملہ طائف اور بحرین کے لوگوں سے کیا گیا۔''(۷)

اسی طرح ابو عبید قاسم بن سلام کی رائے ہے کہ اسلام قبول کرتے وقت جو لوگ جس اراضی کے مالک ہوں وہ انہی کی ملکیت رہے گی اور اس پر عشر عائد کیا جائے گا۔(۸)

آپ ﷺ نے گزشتہ دور (جہالت) میں حاصل شدہ لوگوں کی املاک کی چھان بین میں وقت ضائع نہیں کیا بلکہ آئندہ کے لئے انسان اور اس کے افعال کو اسلام کے تابع فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ جو شخص اسلام لاتے وقت جس چیز کا مالک تھا اسے اسی کی ملکیت میں رہنے دیا۔ یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ چیز قبول اسلام سے پہلے اس کے قبضہ میں کس طرح آئی تھی۔(۹)

دین اسلام میں ذاتی ملکیت کا تحفظ کیا گیا ہے لیکن شرط صرف قبول اسلام ہے جیسے قبیلہ بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا گیا تو ان کی زمینیں و باغات اسلامی ریاست کے قبضہ میں آ گئیں مگر دو اشخاص یامین بن عمیر اور ابو سعد بن وہب نے اسلام قبول کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی ملکیت بحال رکھی اور ان سے کوئی چیز نہیں لی گئی۔(۱۰)

(ب) دوسرا اصول یہ ہے کہ جو لوگ اسلام قبول نہ کریں لیکن مصالحانہ انداز میں اسلامی حکمت کے تابع رہنا قبول کرلیں اور اسلامی حکومت سے اس ضمن میں معاہدہ کرلیں تو ان کی زمینوں اور جاگیروں و جائیداد کو برقرار رکھا جائے گا۔ اور جن شرائط پر ان سے معاہدہ طے ہوا تھا ان پر پوری طرح عمل کیا جائے گا۔ آپ ﷺ کے عمل مبارک سے اس کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں مثلاً فدک، وادی قریٰ اور نجران کے قبیلوں سے مصالحت ہوئی اور معاہدے کئے گئے۔ ان کو زمینوں اور جائیدادوں پر بحال رکھا گیا اور ان سے وہی کچھ وصول کیا گیا جس پر ان سے معاہدہ طے کیا گیا تھا۔ امام ابو یوسف نے اس سلسلے میں کئے جانے والے اقدامات کی تصریح یوں کی ہے۔

''غیر مسلموں میں سے جس قوم کے ساتھ اس بات پر امام کی صلح ہو جائے کہ وہ مطیع ہو جائیں اور خراج ادا کریں تو وہ اہل ذمہ ہیں۔

ان کی اراضی اراضیٔ خراج ہے۔ ان سے بس وہی لیا جائے گا جن پر ان سے صلح ہوئی ہے''(۱۱)

رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران سے تحریری معاہدہ کیا تھا اور ان کی جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری اٹھائی تھی

اور اس کے عوض ان پر مخصوص شرح سے خراج عائد کیا گیا۔ اس تحریری معاہدہ پر عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین'' میں پورا پورا عمل ہوتا رہا۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بعض مصلحتوں کی وجہ سے انہیں نجرات عرب سے بخران عراق کی طرف منتقل کیا گیا تو ان میں سے ہر ایک کو اتنی ہی رہائشی و زرعی زمین دی گئی جس قدر اس کے پاس عرب میں پہلے موجود تھی۔ (۱۲)

اسکے علاوہ حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کو حکم دیا کہ فراخ دلی سے افتادہ زمینوں میں سے انہیں زمین دیں۔

(ج) تیسرا اصول یہ وضع کیا گیا کہ جن علاقوں میں مالکان اراضی بزور شمشیر مغلوب ہوں' ان کی سابقہ ملکیت منسوخ ہو جاتی ہے۔ زمینوں اور باغات کو مال غنیمت قرار دیتے ہوئے خمس نکال کر بقیہ حصہ فاتح لشکر میں شامل مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین پر اس اصول کا اطلاق فرمایا۔ (۱۳)

غیر آباد اور بنجر زمینوں سے متعلق حکمت عملی:

بنجر اور غیر آباد زمینوں پر آپ ﷺ کی مصروف حکمت عملی یہ تھی کہ ایسی زمینوں کو جو آباد کرے اور قابل کاشت بنائے وہی زمین کا مالک ہے اس ترغیب سے بہت فائدہ ہوا کہ بہت سی غیر آباد زمینیں زیر کاشت آئیں اور آپ نے زمین کو آباد کرنے والے لوگوں کو قطعات اراضی الاٹ کیے۔ اسی طرح زمین جو ایک بنیادی اور اہم عامل پیدائش و معاش ہے کا صحیح طور پر استعمال ہوا اور معاشرہ میں معاشی سرگرمیوں اور خوشحالی میں اضافہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی زرعی پالیسی اور زمینوں سے متعلق منصوبہ بندی کو ان الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

من احیاء ارضا میتا فھی له (جو شخص کسی مردہ زمین کو آباد کرے گا وہ اس کی ملک ہے۔ (۱۴)

اس عمل میں مسلم اور غیر مسلم کی تمیز نہیں کی جاتی کیونکہ آپ ﷺ کے حکم کا اطلاق ہر اس شخص پر جو بنجر زمین کو قابل کاشت بنائے گا اور وہی اس زمین کی ملکیت کا حقدار ٹھہرے گا۔ (۱۵)

ارض موات (غیر آباد زمین) سے متعلق چند احادیث درج ذیل ہیں۔

(۱) عن عائشة عن النبی ﷺ قال من عمر ارضا لیست لاحد فھوا حق بھا قال عروة قضی به عمر فی خلافته (۱۶)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی ایسی زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہ ہو تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ عروہ بن زبیر کے بقول حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں اس پر عمل کیا۔

عن جابر ان النبی ﷺ قال من احیا ارضا میتا فھی له (۱۷)

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اسی کی ہے۔ اسی طرح حضرت سمرہ بن جندبؓ سے بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے افتادہ زمین پر احاطہ کھینچ لیا

وہ اس کی ہے۔ (۱۸)

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ زمین بھی خدا کی ہے اور بندے بھی خدا کے ہیں۔ جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کرے وہ اس زمین کا زیادہ حقدار ہے۔ یہ قانون ہم تک رسول اللہ ﷺ سے انہی لوگوں کے ذریعہ سے پہنچا ہے جن کے ذریعہ پنجگانہ نماز پہنچی ہے۔ (۱۹)

حضرت سالمؒ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے برسر منبر فرمایا کہ جس کسی نے مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اسی کی ہے۔ مگر تین سال کے عرصہ کے گزر جانے کے بعد اگر اس نے اسے آباد نہیں کیا۔ یوں ہی روک رکھا ہو تو وہ اس کا حقدار نہیں ہے۔ یہ اعلان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض لوگ زمینوں میں کام نہیں کرتے تھے اور یوں ہی روک رکھتے تھے۔ (۲۰)

عمل رسول اللہ وصحابہ کے آثار سے زمین کی آبادکاری کیلئے کئے جانے والے اقدامات اور زرعی بندوبست کے جو اصول سامنے آئے ہیں وہ یہ ہیں:

☆ اگر کوئی شخص کسی بیکار زمین کو سکونت یا زراعت کیلئے کارآمد بنالے تو وہ اسکی ملک ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ قطعہ اراضی کسی شخص کی ملکیت نہ ہو اور نہ ہی کسی کے قبضہ میں ہو کیونکہ صرف فعل آبادکاری سے حق ملکیت ثابت نہیں ہوتا۔

☆ غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے والوں کو مالکانہ حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس ضمن میں مسلم و غیر مسلم آبادکار کی کوئی تمیز نہیں۔

☆ اگر کوئی شخص زمین کو تین سال کے عرصہ تک آباد نہ کرے بلکہ قطعات اراضی کو یوں ہی قبضہ میں روک رکھے تو اس زمین پر اس کی ملکیت کا حق ساقط ہو جاتا ہے اس کی مثال حضرت بلالؓ کو دیا جانے والا قطعہ اراضی ہے جو آپؐ نے انہیں ان کی درخواست پر عطا کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت بلال کو بلوا کر وہ قطعہ واپس کرنے کو کہا اور جب حضرت بلالؓ نے جواباً کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ قطعہ عطا کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ سے جب بھی کوئی مانگتا تھا آپ ﷺ عطا فرماتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے یہ اراضی آپ کو آبادکاری کی غرض سے عطاء کی تھی۔ لہذا آپ جتنی زمین آباد کر سکتے ہیں وہ رکھ لیجئے اور باقی زمین واپس کر دیجئے تاکہ دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کی جاسکے۔ (۲۱)

چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان سے زائد زمین لے کر عام مسلمانوں میں تقسیم کر دی۔

اس سلسلہ میں امام وقت اس بات کا مجاز ہے کہ وہ کسی کو اس غرض سے ملکیت عطا کرے یا اس کی ملکیت کو منسوخ کر دے۔ امام اس غرض سے حالات کی مناسبت سے وہ معقول طریقہ کار اختیار کرے گا۔ جو اس کی نظر میں مسلمانوں کے لئے مفید ہو اور جس کے ثمرات و فوائد سے زیادہ سے زیادہ عوام مستفید ہو سکیں۔ (۲۲)

ایسی زمینوں کی پیداوار پر خراج وصول کیا جائیگا اگر ایسے قطعات خراجی زمینوں میں سے ہوں یا ان سے ملحقہ ہوں تو پھر بھی ان پر خارج عائد ہوگا' البتہ اگر یہ زمین مسلمان کو الاٹ کی گئی ہے تو اس سے عشر وصول کیا جائیگا۔ (۲۳)

پاکستان میں بندوبست اراضی کیلئے کئے جانے والے اقدامات:

پاکستان ایک ترقی پذیر زرعی ملک ہے جس کی آبادی کا تقریباً ۵۶ فیصد سے زائد حصہ زراعت کے پیشہ سے وابستہ ہے مختلف ادوار میں پاکستان کی حکومتوں نے زرعی ترقی و خود کفالت اور کاشتکاروں کی خوشحالی و زرعی اجناس کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لئے زرعی شعبہ کو سہولیات کی فراہمی کے لئے اقدامات کئے جن میں آسان اقساط پر زرعی قرضوں کا اجرا جدید زرعی آلات و رمشینری کی فراہمی' اچھے اور معیاری بیج کی ترسیل' اچھی کھادوں کی دستیابی اور فصلوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جدید ادویات کی فراہمی اور بروقت نہروں اور نالوں کی بروقت بھل صفائی کے متعدد منصوبے بنائے۔ اس کے علاوہ زمین کو سیم دتھور سے بچانے اور غیر آباد زمینوں کو قابل کاشت بنانے کیلئے پانی کی گنجائش کو بڑھانے کے لئے بھی کئی منصوبے بنائے گئے۔ اسی طرح زمین کو کٹاؤ سے محفوظ رکھنے کی خاطر ترجیحی بنیادوں پر منصوبہ سازی کی گئی۔ ان اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

زرعی اصلاحات: حکومت پاکستان نے ۳۰ رجون ۱۹۵۹ء کو زرعی اصلاحات کمیشن رپورٹ کابینہ کے اجلاس میں پیش کی۔ اس کمیشن کے چیئرمین اس وقت مغربی پاکستان کے گورنر اختر حسین تھے۔ کابینہ کی منظوری کے بعد فیڈرل لینڈ کمیشن قائم کیا گیا۔ جس نے سارے ملک کی زمینوں کا سروے کر کے زمینوں کی پیداواری لیاقت و قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پیداواری اکائیاں (پروڈیوس انڈکس یونٹ P.I.U) مقرر کیں ان اصلاحات کو ویسٹ پاکستان لینڈر ریفارمز ۱۹۵۹ء کہا جاتا ہے۔ (۲۴)

۱۹۷۱ء میں پھر زرعی اصلاحات کو متعارف کرایا گیا۔ ان اصلاحات میں آبیانہ (Water Rate) اور زرعی ٹیکس کی ذمہ داری مالکان اراضی پر ڈالی گئی۔ کھاد بیج و دیگر اخراجات کی ذمہ داری مالک اور مزارع دونوں پر برابر ڈالی گئی۔

پھر ۱۹۷۷ء کی زرعی اصلاحات میں مالیہ (Land Revenue) ختم کر دیا گیا۔ اور اس کی بجائے زرعی ٹیکس وصول کرنے کا اعلان کرتے ہوئے ۲۵ رایکڑ بارانی زمین کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بارہ ایکڑ اراضی کے مالکان کو بھی مقامی ٹیکس اور مالیہ کی چھوٹ دے دی گئی۔ (۲۵)

زرعی پالیسی: حکومت نے زراعت کو ترقی دینے اور کسانوں و کاشتکاروں کو سہولتیں مہیا کرنے کے لئے زرعی ٹاسک فورس قائم کی۔ جس کی سفارشات پر درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

(۱) اعلیٰ اختیاراتی قومی زرعی کمیٹی کا قیام　　(۲) بڑی اجناس کی امدادی قیمتوں میں اضافہ

(۳) ہاری کورٹس (Hari Courts) کا قیام

(۴) پچاس ہزار روپے تک کے قرضوں کی معافی اور بروقت قرضہ ادا کرنے کی صورت میں ایک لاکھ روپے سے زیادہ قرضوں میں ۵۰ فیصدی رعایت بھی دی گئی۔ (۲۶)

۹۶-۱۹۹۵ء میں حکومت پاکستان نے زرعی قرضہ جات کی حد سترہ ارب روپے سے بڑھا کر بہتر ارب پچیس کروڑ روپے کر دی۔ اسی طرح پیداوار میں اضافہ کرنے کی خاطر حکومت نے عوامی ٹریکٹر سکیم اور بعد میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت چھوٹے کاشتکاروں کو آسان اقساط پر بالترتیب چودہ ہزار دو سو اور اٹھائیس ہزار چار سو ٹریکٹر فراہم کئے گئے۔

زمینی کٹاؤ سے حفاظت کی تدابیر:

دریائے سندھ کے کنارے ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے میں ۶٬۶۰۰/ ایکڑ زمین کو کٹاؤ سے بچانے کیلئے منصوبہ بھی تیار کیا گیا جس پر تیرہ ارب روپے خرچ کئے گئے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر Prime Minister's River Management Scheme تیار کی گئی۔ صوبہ بلوچستان میں پہلے سے زیر کاشت سنتالیس ہزار ایکڑ زمین کے علاوہ تیس ہزار ایکڑ اراضی کو پیداوار کے لئے کارآمد بنانے کے لئے ۳۶۳ بلڈوزر بھی مہیا کئے گئے۔ اسی طرح سے واٹر پراجیکٹ کے تحت مالاکنڈ کے ایک قصبہ بٹ خیلہ کے مقام پر ۳۷/ کروڑ روپے لاگت سے سرنگ تعمیر کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ جس کے باعث نہر سوات میں پانی کی گنجائش بڑھ جانے سے مردان۔ چارسدہ اور صوابی کی بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنایا جاسکے گا۔

فصلوں کی انشورنس سکیم:

علاوہ ازیں کاشتکاروں کو قدرتی آفات کی صورت میں فصلوں کی تباہی ونقصان پر معاوضہ ادا کرنے کے لئے وزیر اعظم نے وزارت خزانہ کو فصلوں کی انشورنس سکیم پر فوری عمل درآمد کی تلقین کی۔ اس مقصد کے لئے سٹیٹ بینک کو زرعی و کمرشل بینک کو سرمایہ کی فراہمی کو یقینی بنانے کا بھی حکم دیا گیا۔

جدید زرعی آلات و مشینری کی سہولت:

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے تحت ایک جامع پروگرام تشکیل دیا گیا جسے Productivity Enhancement Programme کا نام دیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت کسانوں کو جدید زرعی آلات و مشینری اور اچھے و معیاری بیج کی سہولت دینے کی تجاویز پیش کی گئیں۔ جن میں ایگرو بزنس سیل (Agro Business) ایگرو انڈسٹریز فارسٹری اور لائیو سٹاک کی دیہی علاقوں میں ترقی کی خاطر پرائیویٹ سیکٹر کو بھی حکومتوں کی کوششوں میں شامل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ زرعی ریسرچ کونسل اور صوبائی زرعی ترقیاتی ادارے بھی کسانوں کو فائدے پہنچانے کے لئے مزید جدید تحقیقات کریں گے۔ (۲۸)

اراضی کی تقسیم: مختلف اوقات میں مختلف حکومتوں نے غریب کسانوں اور ہاریوں کو زمینیں الاٹ کرنے کے

پروگرام بھی وضع کیے گئے' صوبہ پنجاب کے دورافتادہ علاقوں کے کسانوں اور صوبہ سندھ کے غریب ہاریوں میں زمین مفت تقسیم کی گئی۔ اس کے علاوہ سڑکیں بنانے اور بنیادی ضروری سہولیات زندگی مہیا کرنے کے منصوبے بھی بنائے گئے۔ لیکن کچھ منصوبے حکومتوں کے تبدیلی کے باعث سیاست کی بھینٹ چڑھ گئے۔

ون ونڈو سکیم کے تحت قرضہ جات:

حکومت پاکستان نے زمینداروں کو معیاری بیج فراہم کرنے اور زرعی آلات و مشینری جیسی جدید سہولیات مہیا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف سکیموں کے تحت قرضہ جات جاری کیے۔ پہلے ان قرضہ جات کے حصول کے لئے کم از کم پچاس ایکڑ اراضی کی ملکیت شرط تھی۔ اس شرط کے نتیجے میں بہت سے غریب کسان اور کاشتکار حکومتی ترجیحات سے محروم ہو جایا کرتے تھے۔ حکومت نے کسانوں کو اس محرومی سے نجات دلانے اور حقیقی فوائد پہنچانے کے لئے ۵۰ ایکڑ زمین رکھنے کی شرط ختم کرتے ہوئے ون ونڈو سکیم کے تحت ہر علاقہ کے کاشتکاروں کو اربوں روپے کے قرضے فراہم کیے۔ ان حکومت اصلاحات و ترجیحات کے باوجود زرعی اجناس کی مکمل خود کفالت حاصل نہیں ہوسکی۔ حالانکہ ایک وقت ایسا آیا کہ نہ صرف ہمارا ملک گندم کے سلسلہ میں خود کفیل ہوا بلکہ برآمد کرنے کی بھی صلاحیت اسے حاصل ہوگئی۔ مگر نامعلوم اسباب کی وجہ سے کلی طور پر خود کفالت حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ ثمرات حاصل ہوئے جن کی توقع تھی۔

زرعی شعبہ کی ترقی کے لئے تجاویز و سفارشات:

حکومتی اعداد و شمار کے مطابق ملک پاکستان نے کئی شعبوں میں مثالی ترقی حاصل کرلی ہے۔ مثلاً مالی خسارہ بھی کم ہو گیا ہے۔ بیرونی قرضہ جات میں کمی یا ری شیڈولنگ ہو چکی ہے زرمبادلہ کے ذخائر ۵۴۔۸ ملین ڈالر تک پہنچ چکے ہیں۔ براہ راست بیرونی سرمایہ میں ۶۴ ملین ڈالر تک اضافہ ہو چکا ہے۔ اور افراط زر کی شرح ۱۰ فیصدی سے کم ہو کر اب صرف ۵۔۳ فیصد ہوگئی ہے۔[۲۹]

مگر حیرت اس بات کی ہے کہ ہمارا ملک جس آبادی کا ۵۶ سے ۷۰ فیصد حصہ بلاواسطہ طور پر زراعت سے وابستہ ہے اور تقریباً ۶۰ سے ۶۶ فیصد قومی آمدنی کا انحصار اسی سیکٹر پر ہے جبکہ ۶۰ فیصدی برآمدات کا دارومدار بھی زراعت پر ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی موثر حکمت عملی نہیں اپنائی گئی۔ جس سے اسکی ترقی و خود کفالت ممکن بنائی جاسکے۔ حالانکہ خود کفالت سے ہمیں بارہ ارب ڈالر سے زائد کی بچت ہوسکتی ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل تجاویز و سفارشات پیش کی جارہی ہے۔

۱۔ حکومت کسانوں اور کاشتکاروں کے مشورہ سے زرعی پالیسی و حکمت عملی مرتب کرے تاکہ اس کے دوررس نتائج برآمد ہوسکیں۔ پالیسی ساز محکمے و افراد غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کر کے مزید زمین کو قابل کاشت بنانے کی کوشش کریں اور غیر آباد و بنجر زمینیں ہاریوں اور کسانوں میں تقسیم کی جائیں۔ اور اس مقصد کے سیاست و ذاتی مفادات سے

ہٹ کر خلوص نیت سے کام ہونا چاہیے۔

۲۔ ہمارے ملک میں دو لاکھ ملین ہیکٹر زرعی رقبہ سے سیراب کیا ہے۔ جبکہ دو لاکھ ہیکٹر اراضی بارانی طریقہ سے زیر کاشت ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ۲۷ ملین ایکڑ فٹ پانی ٹیوب ویلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ لہذا زمین کی آباد کاری کے لئے ٹیوب ویلوں کی تعداد میں اضافہ ہونا چاہیے' کیونکہ ہمارے ملک میں ابھی تک ٹیوب ویلوں کی تعداد تقریباً چالیس ہزار ہے۔ (۳۰)

۳۔ سب سے بڑا مسئلہ ہماری زمینوں کی گھٹتی ہوئی پیداواری صلاحیت ہے گزشتہ کئی سالوں سے فصلوں کی غیر مناسب کاشت' جراثیم کش ادویات کے بکثرت استعمال اور سیم وتھور کی بڑھتی ہوئی شرح نے ہماری زمینیں کی Organic Power کو کمزور کر دیا ہے۔ اور زرخیز زمینوں کی قابلیت کٹاؤ کا بھی شکار ہو چکی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ زرعی شعبے میں وسائل کی دستیابی اور منصفانہ تقسیم کے لئے مؤثر حکمت عملی بنائی جائے کیونکہ ان کاموں میں ہم سب کا بھلا اور مفاد ہے۔

۴۔ کسانوں کو آج کل جس مسئلہ کا سامنا ہے وہ شوگر ملوں اور جننگ فیکٹریوں کی طرف سے گنے اور کپاس کی قیمت کی عدم ادائیگی کا ہے۔ سابقہ سیزن کے تقریباً کسانوں کے چار ارب روپے شوگر ملوں اور 1.4 ارب روپے جننگ فیکٹریوں کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ کسانوں نے بددل ہو کر گنے کی کاشت ختم یا کم کر دی ہے جس کی وجہ سے چینی کا موجودہ بحران سامنے آیا ہے۔ ان مسائل کے حل کے لئے مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے۔

۵۔ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے چھوٹے اور بڑے ڈیموں کی تعمیر ترجیحی بنیادوں پر کی جائے اور ملکی مفادات کے پیش نظر سیاست وذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر اس طرح کے کام کئے جائیں۔ حکومت کا یہ اقدام قابل تحسین ہے کہ اس نے آئندہ چند سالوں میں پانچ ڈیم تعمیر کرنے کا نہ صرف اعلان ہی کیا ہے بلکہ بھاشا ڈیم کی تعمیر کا باقاعدہ افتتاح بھی عنقریب کیا جا رہا ہے۔

۶۔ زرعی قرضے نقد کی بجائے آلات' مشینری' جراثیم کش ادویات اور اچھی قسم کی کھاد وبیج کی صورت میں دیئے جائیں اور زرعی گریجویٹس جن کی تعداد ہر سال تقریباً تین سو کے لگ بھگ ہوتی ہے کہ اس سلسلہ میں ترجیح دی جائے تا کہ ایک طرف زمینداروں کی صحیح طور پر راہنمائی بھی ہو سکے گی۔ اور دوسری طرف بے روزگاری کا خاتمہ بھی ہوگا۔

۷۔ ہمارے ملک کے اندر ہر طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ غیر ملکی کمپنیاں سستے داموں پھل خرید کر مہنگے داموں اس سے تیار کردہ فروٹ جیمز' مشروبات اور مربہ جات وچٹنیاں فروخت کرتی ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ملکی سطح پر ماہرین فوڈ ٹیکنالوجی کی سرپرستی کر کے ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے Jams Foods Industries قائم کرے۔ اس سے نہ صرف قومی ضروریات پوری کی جاسکیں گی بلکہ اس سے خاصا زرمبادلہ بھی کمایا جا سکتا ہے۔

۸۔ غیر آباد سرکاری زمینیں غریب کسانوں کو الاٹ کردی جائیں اور انہیں ہر طرح کی مالی امداد و جدید مشینری بھی مہیا کی جائے اور تین سالہ تجرباتی مدت متعین کردی جائے تاکہ اگر وہ زمین کو قابل کاشت نہ بنا سکیں۔ اور مطلوبہ محنت نہ کریں تو انہیں زمین کی واپسی کا خطرہ لاحق ہو۔ اس طرح وہ اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر زمین کی آبادکاری میں مشغول رہیں گے۔ جس سے ملک زرعی کفالت کی طرف گامزن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مملکت خداداد پاکستان کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ (امین)

حواشی و مصادر

۱۔ سورۃ الاعراف ۲۰

۲۔ سورۃ الواقعہ۔ ۶۳۔ ۶۵

۳۔ البقرہ' ۲۶۷

۴۔ تفسیر قرطبی' ج ۲ ص ۲۵۹

۵۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ ج' اص ۸۔ ۶۰۷

۶۔ سنن ابی داؤد۔ ج

۷۔ کتاب الخراج: امام ابو یوسف: ص ۸۔ ۶۰۷

۸۔ کتاب الاموال' ابوعبید قاسم بن سلام' ص ۵۳

۹۔ زادالمعاد ابن قیم: ج ۲' ص ۹۴

۱۰۔ اسلام کا نظام اراضی' مفتی محمد شفیع ص ۲۲۔ ۲۱

۱۱۔ کتاب الخراج۔ امام ابو یوسف ص ۳۵

۱۲۔ کتاب الخراج۔ امام ابو یوسف ص ۸۷

۱۳۔ کتاب الاموال۔ ابوعبید' ص ۱۹۴

۱۴۔ کتاب الخراج ص ۶۵

۱۵۔ بدائع الصنائع: علامہ شوکانی

۱۶۔ البخاری الجامع الصحیح' ج اص ۳۱۴' مؤطا ابن مالک ص ۱۲۰

۱۷۔ سنن ابی داؤد۔ ج ۲' ص ۸۴

۱۸۔ سنن ابی داؤد۔ ج ۲' ص ۸۱

۱۹۔ سنن ابی داؤد۔ ج ۲' ص ۸۳

۲۰۔ کتاب الخراج' ص ۶۵' کتاب الخراج' یحییٰ بن آدم ص ۱۰۷

۲۱۔ کتاب الخراج' یحییٰ بن آدم ص ۱۱۰' کتاب الاموال' ابوعبید' ص ۱۹۰

۲۲۔ کتاب الخراج' امام ابو یوسف ص ۷۷

۲۳۔ کتاب الخراج' امام ابو یوسف ص ۱ [illegible]

۲۴۔ ویسٹ پاکستان لینڈ ریفارمز ۱۹۵۹ء منصور بک ہاؤس لاہور ص ۲۴

۲۵۔ ویسٹ پاکستان لینڈ ریفارمز ۱۹۷۷ء منصور بک ہاؤس لاہور ص ۷۰

۲۶۔ اکنامک سروے ۹۵۔ ۱۹۹۴ء فنانس ڈویژن اسلام آباد

۲۷۔ آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ ۱۹۹۶ء پلاننگ ونگ اسلام آباد' ص ۵۶۔ ۱۵۵

۲۹۔ حکومت کے تین سال (ایک جائزہ) جنگ پبلشرز پنڈی

۳۰۔ ڈائریکٹر زرعی اکنامکس ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد

جناب محمد شہاب اشرف خٹک *

جدید فقہی مسائل اور ان کا حل علماء کرام کی نظر میں

الحمد لله الذي شرح صدورنا بالاسلام والصلوة والسلام على سيدنا وسيد الانام الذي هدانا الى ماهو حلال وحرام وعلى آله واصحابه اجمعين

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کرام کے ذریعے جو احکام اور اصول بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نازل فرمائے ان سب پر اپنے اپنے دور میں قانون اسلام کا اطلاق ہوتا رہا ہے۔ اصول سب ایک ہی تھے حکمت خداوندی کے تحت علل واسباب اور مکلفین کے حالات و عادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے فروعات اور جزئیات میں ترمیم و تنسیخ جاری رہی اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور ان پر اپنے کلام برحق کو نازل فرما کر دین اسلام کی تکمیل کا اعلان فرمایا۔ مسائل و احکام کا سارا ذخیرہ دراصل قرآن و سنت ہے لیکن اتنی بات تو ہر صاحب عقل تسلیم کرلے گا کہ قرآن و حدیث کے اندر ایک خاص انداز میں حقائق واحکام پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسری طرف یہ بھی مسلم ہے کہ عموماً ہر شخص کو ہر زمانہ میں حالات یکساں پیش نہیں آتے بلکہ مختلف ڈھنگ سے صورتحال سامنے آتی ہے ہر ایک میں یہ فہم و بصیرت کہاں ہے جو کلام اللہ اور سنت نبوی سے اپنے حالات کے مطابق ہر ہر جزئی کا جواب حاصل کرلے؟ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں یعنی علماء کرام اور ارباب افتاء کو یہ توفیق بخشی ہے کہ انہوں نے ان جدید فقہی مسائل کا حل قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں نکالا ہے یقیناً ان کی یہ کاوش وقت اور حالات کی ایک اہم ضرورت ہے۔ جدید فقہی مسائل کا تعلق عبادات‘ معاشرت‘ معاملات اور اجتماعی مسائل سے ہے۔ مسائل تو کافی زیادہ ہیں لیکن اس زیر نظر مضمون میں مختصراً چند جدید فقہی مسائل کو لیا گیا ہے۔ جن کے حل میں علماء کرام اور محققین کی آراء کو پیش کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو ان کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

مسئلہ: قرآن کے ٹیپ یا پلیٹ کو بے وضو چھونا　　گراموفون یا کیسٹ میں قراء سے قرآن مجید کی آوازیں

---

* ایم۔اے۔ایم فل اسلامیات۔گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

ایک خاص ایجاد سے بند کی جاتی ہیں پھر جس پلیٹ یا کیسٹ میں قرآن مجید کی یہ آوازیں بند ہیں تو کیا ان کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں علماء کرام نے مختلف موقف اختیار کیا ہے۔ صاحب امداد الفتاویٰ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور صاحب احسن الفتاویٰ حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ کے بارے میں رائے دی ہے کہ پلیٹ یا ٹیپ ریکارڈ کی کیسٹ میں نہ قرآن کریم کی کتابت ہے اور نہ اس کی آواز قرآن کریم کی آواز ہے بلکہ نقل اور عکس تلاوت، کا ہے جو صدائے بازگشت کی طرح آواز کی نقل ہے اس لئے اسے بے وضو چھونا جائز ہے اور سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ بھی واجب نہ ہوگا۔ (۱)

اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ قرآن کی آیات کے کیسٹ کو بے وضو چھونا جائز نہیں کیونکہ قرآن پاک کو چھونے کی ممانعت کا اصل سبب قرآن مجید کا احترام ہے جس طرح تحریر الفاظ قرآنی کا نقش ہے جو قرآن مجید پر دلالت کرتا ہے اسی طرح کیسٹ بھی آواز قرآنی کا نقش ہے جو قرآن مجید پر دال ہیں۔ لہذا کاغذ جس میں قرآن کے الفاظ محفوظ کئے گئے ہیں قابل احترام ہیں تو کیسٹ کا فیتہ بھی واجب الاحترام ہوگا جن میں قرآن پاک کی آواز کو محفوظ کیا گیا ہے۔ البتہ یہ فیتہ کے اوپر جو پلاسٹک کا کیس ہے اس کی حیثیت غلاف کی ہوگی اور اسکے چھونے میں کوئی مضائقہ نہیں، بہر حال اس قول میں احتیاط ہے۔ (۲)

اور اس بارے میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کہ گراموفون کے جس ریکارڈ (پلیٹ) میں قرآن مجید کی کوئی آیت محفوظ ہو اس کو بلا وضو چھونا جائز ہے۔ کیونکہ وہ قرآن مجید کے حکم میں نہیں اور نہ آیات وکلمات اس طرح لکھے ہوئے ہیں جس طرح عام طور پر لکھا جاتا ہے اور ان کے اندر قطعہ تو بتا پر جو کچھ حروف کے مخارج کندہ ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ریکارڈ کو قرآن کا حکم نہیں دیا جاسکتا (۳)

لہذا اس مسئلہ میں علمائے کرام نے اپنی رائے دی ہے کہ گراموفون کی پلیٹ یا ٹیپ ریکارڈ کی کیسٹ کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز ہے کیونکہ یہ اصل چیز تو نہیں صرف نقل کی گئی تو اس اعتبار سے اگر کوئی بے وضو آدمی اس کو ہاتھ لگائے یا اٹھائے گنہگار نہیں ہوگا۔ لیکن دوسری طرف ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے اگر اس میں احتیاط کی جائے یعنی اگر وضو کر کے اٹھایا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں احتراماً اچھا ہے۔

<u>مسئلہ: ہوائی جہاز میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں</u>؟ اس سلسلہ میں واضح ہو کر علماء کرام نے اسکی دو صورتیں لکھی ہیں۔

۱۔ جہاز میں بغیر کسی عذر کے نماز بیٹھ کر پڑھنا ۲۔ عذر اور مجبوری کی وجہ سے جہاز میں پڑھنا

صورت ثانیہ کی تفصیل یہ ہے کہ ہوائی جہاز بوقت پرواز چلتے ہوئے بحری جہاز کی طرح ہے یعنی اس میں بوجہ عذر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (۴)

اور صورت اولیٰ کا حکم جبکہ کوئی عذر لاحق نہیں اور جہاز بھی زمین پر ہے اس میں بالاتفاق نماز صحیح ہے تاہم اگر نیچے اترنے کی گنجائش ہے تو نیچے اتر کر نماز ادا کرلیں تاکہ ارکان نماز کامل طور پر ادا ہوسکے اس مسئلہ کے بارے میں مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب فرماتے ہیں کہ ہوائی جہاز اگر زمین پر کھڑا ہے تب تو اس میں نماز پڑھنا اور نماز کا صحیح ہوجانا ظاہری ہے لیکن اگر وہ اڑ رہا ہو اس کا خطرہ ہو کہ اترنے تک انتظار کیا تو نماز کا وقت نکل جائے گا تو اڑتے ہوئے جہاز میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (۵)

اس ضمن میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں اس مسئلہ کا حاصل جواب یہ ہے کہ جن عذروں کے سبب اونٹ گھوڑے وغیرہ پر نماز جائز ہے اگر وہی عذر پائے جاویں مثلاً اترنے میں خوف ہلاک وغیرہ ہو یا اترنا اس کے بس میں ہو۔ (اور یہ عذر اخیر جہاز رانوں کے لئے ہے جو اس کے اتارنے یا ٹھہرانے پر قادر ہیں متحقق نہ ہوگا۔) تب تو اس پر نماز جائز ہے اور علاوہ ایسے عذروں کے جائز نہیں اس جہاز کو مثل دریائی جہاز کہ نہ سمجھا جائے کیونکہ وہ پانی کے ذریعے زمین پر ٹھہرا ہوا ہے اور اس کا ٹھہرنا پانی پر اور پانی کا ٹھہرنا زمین پر ہے بالکل ظاہر ہے تو لہٰذا مولانا اشرف علی صاحب اخیر میں فرماتے ہیں کہ بغیر کسی عذر کے ہوائی جہاز پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (۶)

اسی طرح اس مسئلہ کے بارے میں دوسرے فقہاء کرام سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس دوران اشارے سے نماز پڑھ لے مگر پھر اسکا دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔ (بحوالہ بحر الرائق الخلاصۃ وفتاویٰ قاضی خان وغیرہ کے) صاحب جدید فقہی مسائل اس بارے میں لکھتے ہیں۔

کہ زمین کی طرح ہوگی جہاز پر بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے اس لئے کہ شریعت نے نہ صرف خانہ کعبہ بلکہ اس کے مقابل آنے والی پوری فضاء کو قبلہ کا درجہ دیا ہے تاکہ اونچی سے اونچی اور بلند جگہ سے نماز ادا کی جاسکے (شیخ عبدالرحمٰن الجزیری مصری نے بھی ہوائی جہاز کو کشتی پر قیاس کرتے ہوئے اس میں نماز کو درست قرار دیا ہے۔)

دراصل شریعت کا اصل منشاء یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز ہو جس پر انسان کی پیشانی ٹیک سکے جیسا کہ کشتی میں نماز کی اجازت ہے حالانکہ سطح زمین اور کشتی کے درمیان پانی کا ایک بے پناہ فاصلہ موجود ہے۔ اس لئے ہوائی جہاز پر اس طرح نماز کی ادائیگی درست ہے جس طرح زمین پر۔ (۷)

مولانا مفتی شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ جب تک ہوائی جہاز زمین پر کھڑا ہے یا زمین پر چل رہا ہے اس وقت تک تو وہ ریل کے حکم میں ہے اس پر نماز بلاتفاق جائز ہے۔ لیکن جب وہ پرواز کررہا ہو تو اس حالت میں بغیر عذر کے نماز جائز نہیں انہوں نے عذر کی وجہ یہ بتلائی کہ اگر اندیشہ ہو کہ جہاز کے منزل پر پہنچنے تک نماز کا وقت ختم ہوجائے گا تو پھر اس مجبوری کے باعث جہاز میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ (۸)

مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ علماء کرام نے اس ضمن میں یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ سجدہ زمین پر پیشانی ٹیکنے سے نماز

درست ہوجاتی ہے تو جہاز پر یہ بات نہیں پائی جاتی اس لئے وہ اس مسئلہ میں فرماتے ہیں کہ احتیاط اسی میں کی جائے کہ نماز کی ادائیگی صحیح طور پرادا کی جائے۔

بہر حال علماء کرام کے نزدیک یہ بات بہت اہم ہے کہ نماز کی ادائیگی صحیح طور پرادا ہو یعنی اس کے تمام ارکان احسن طریقے سے ادا ہوسکے خاص کر سجدہ کے وقت پیشانی کا سطح زمین پر ٹیکنا۔ان کے نزدیک سجدہ کرنے کی جگہ میسر نہیں ہوتی اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ بغیر کسی عذر کے ہوائی جہاز پر نماز ادا نہیں ہوتی۔لیکن چونکہ آجکل سائنس نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ہوائی جہاز میں مسافر بڑے آرام کے ساتھ سفر کرسکتا ہے اوراس کو وہاں ہر طرح کی سہولت بھی میسر ہوتی ہے اور ہوائی جہاز میں اتنی گنجائش بھی ہوتی ہے کہ دوران سفر نماز کے وقت ختم ہوجانے کا خطرہ ہو تو ہوائی جہاز کے اندر نماز صحیح طور پرادا کرسکتا ہے۔

مسئلہ: مسافت سفر برائے قصر　　مسافت سفر جس میں قصر واجب ہے کتنی ہے؟

اس سلسلہ میں فقہاء کرام اور موجودہ دور کے علماء کرام کے اقوال مختلف ہیں۔امام مالک اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور اکثر فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ کم از کم چار برید کی مسافت ہونی چاہیے۔(نقلاً عن عمدۃ القاری ج سوم ص۔۵۳۱)(۹)

اور بقول حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کہ برید ۱۲ میل کا ہوتا ہے۔لہذا چار برید ۴۸ میل ہوں گے۔(۱۰)

اور یہ چار برید ۱۴ ۱۴ میل کی تین منزل ہوتی ہے لیکن مقدار میل میں مختلف فیہ ہے۔تعین کی تفصیل بھی دوسرے ائمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسافت کا اعتبار نہیں بلکہ امام صاحب کے نزدیک اعتبار وقت کا ہے کہ اتنا طویل راستہ جس کو تین دنوں میں اونٹ یا اس رفتار کی سواری سے طے کیا جاسکے اور یہ سفر بھی صرف دن میں معمول کے مطابق ٹھہراتا ہوا چلا جائے اور رات کو چلنا موقوف کردے اس لئے بعض علماء کرام نے بجائے تعین مسافت کے فتویٰ تین دن کے مسافت پر دیا ہے۔(۱۱)

پھر ان تین دن کی مسافت اور تین مراحل کی تعین بعض علماء کرام نے انگریزی میل کے لحاظ سے ۴۸ میل سے کردی ہے۔(۱۲)

احناف نے میلوں کی تعین کے معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ تین دن رات کی مسافت جو اصل مذہب ہے وہ راستوں کے اختلاف سے مختلف ہوسکتی ہے کیونکہ صاف راستہ پر اگر انسان ایک دن میں سولہ میل چل سکتا ہے تو دشوار گزار راستہ میں بارہ میل مشکل سے طے کرسکے اور پہاڑی راستوں میں نو یا آٹھ میل میں طے کرنا بھی مشکل ہے۔اس لئے میلوں کی تعین مناسب نہیں بلکہ جیسا راستہ ہو اس کے حساب سے جس قدر میل باآسانی تین دن میں طے ہوسکیں وہی مسافت قصر ہے لیکن تین دنوں کے سفر تعین ہر شخص کے لئے دشوار ہے اس لئے علماء کرام نے ۴۸ میل پر فیصلہ کیا۔۴۸ میل سے کم مسافت پر سفر شمار نہ ہوگا اور نہ قصر کی گنجائش ہوگی یہ مسافت صرف عام سواریوں میں نہیں بلکہ

تیز رفتار سواریاں ٹرین موٹر کار' ہوائی جہاز اور سمندری جہاز سب کے لئے یکساں ہیں اگر چہ یہ مسافت ان کے ذریعہ کتنے ہی کم وقت میں کیوں طے نہ کیا جائے۔ لیکن پھر بھی مسافر کو نماز قصر اور روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہوگی۔ (۱۳)

کنز الدقائق میں لکھا ہے ترجمہ: جو شخص درمیانی چال سے تین روز کا سفر کرنے (یعنی تین منزل طے کرنا) کے ارادے سے روانہ ہو کر اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے خواہ وہ سفر خشکی کا ہو یا دریا کا یا پہاڑ کا ہو وہ چار فرضوں کو دو پڑھے گا۔ آگے لکھا ہے کہ تین روز سے کم کے سفر میں جو تقریباً چھتیس کوس کا ہوتا ہے اس سے کم میں نماز قصر نہ کی جائے اس لئے مصنف نے یہ قید لگائی ہے۔ (۱۴)

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ قصر نماز کے لئے ایک منزل ۱۶ ار اور تین منزل ۴۸ میل کے برابر ہوتی ہے اور ۴۸ میل کے ۷۸ کلومیٹر بنتے ہیں۔ پس جس نے اپنی آبادی سے اتنی مسافت طے کرنے کی نیت سے سفر شروع کیا تو وہ نماز قصر ادا کرے گا یہ نماز قصر کا حکم صرف پہلے وقتوں کے لئے نہیں تھی بلکہ قیامت تک کے لئے ہے۔ (۱۵)

اس مسئلے کے بارے میں فقہاء اور علماء حضرات نے نماز قصر کے بارے میں جو آراء دی ہیں ان کے نزدیک مسافت قصر ۴۸ میل ہے۔ وہ آج کل کے حساب سے ۷۸ کلومیٹر بنتے ہیں' کے مسافر مقام سے جب اتنی مسافت طے کرنے کی نیت سے روانہ ہوگا تو وہ چار فرضوں کی جگہ دو فرض پڑھے گا۔ مغرب کی نماز کے وقت صرف تین فرض اور عشاء کی نماز کے وقت دو فرض اور ساتھ تین وتر ادا کرے گا۔

مسئلہ: <u>خطبہ جمعہ غیر عربی زبان میں</u> جمعہ کے خطبہ کے لئے عربی زبان ضروری ہے یا غیر عربی زبان' اردو' فارسی' یا دیگر علاقائی زبانوں میں دیا جا سکتا ہے؟

اس بارے میں جو مسائل بتلائے گئے ہیں وہ زیر نظر یہ ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحیؒ نے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں باوجود عربی پر قدرت کے غیر عربی میں خطبہ جائز ہے۔ (۱۶) اور صاحب جدید فقہی مسائل بھی فرماتے ہیں کہ میری رائے بھی یہ ہے کہ خطبہ عربی زبان میں ہو لیکن اگر غیر عربی میں خطبہ دیا جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔ اور بدعت نہیں ہے۔ چونکہ دلائل متعارض ہیں اس لئے دلائل کے تعارض کے پیش نظر غیر عربی میں خطبہ کو بدعت کہنا مناسب نہ ہوگا۔ (۱۷) جبکہ صاحبین کا قول یہ ہے کہ جب عربی پر قدرت ہو تو غیر عربی میں خطبہ دینا ناجائز ہے۔ ہاں اگر عربی جاننے والا کوئی نہ ہو تو غیر عربی میں بھی گنجائش ہے۔ صاحب جدید فقہی مسائل نے بحوالہ ہدایہ نقل کیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا تھا اکابر علماء دیوبند۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس بات کے قائل ہیں کہ خطبہ غیر عربی میں پڑھنا جائز نہیں۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اس پر ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔ "الاعجوبة فی عربیة خطبه العروبیة" (۱۸)

بہر صورت جو حضرات خطبہ کی عربیت کے قائل ہیں ایک تو اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں فاسعوا الی

ذکر اللہ (الجمعہ) بہت سے مفسرین نے ذکر اللہ خطبہ مراد لیا ہے حدیث میں ہے ترجمہ: جب امام خطبہ کے لئے نکل جائے تو کسی قسم کی نماز اور بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یعنی خاموش رہنا ہے اس خاموشی کو قرآن پاک نے کہا ہے۔ ترجمہ: ''جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو کر کے سن لو'' بیان سے ہے کہ یہ آیت اور حدیث دونوں خطبہ کے متعلق ہیں۔ آیت میں کہا جا رہا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو۔ یہ الفاظ عام ہیں اور حالت خطبہ کو بھی شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن کو عربی ہی میں پڑھا جاتا ہے اور ان کا احترام اور اس کا سننا واجب ہے اس کے علاوہ خطبہ میں یہ ضروری نہیں کہ سامعین اس کو سمجھ لیں آپ ﷺ کے سامنے جب کوئی آدمی کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کی زبان غیر عربی ہوتی مگر پھر بھی آپؐ سے غیر عربی میں خطبہ دینا ثابت نہیں ہے۔

اس بات کا واضح ثبوت ہے خطبہ عربی ہی میں ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو دنیا کے مختلف شہروں میں بھیجا گیا ہے۔ انہوں نے جمعہ کی نمازیں پڑھائیں اور خطبہ بھی دیا۔ لیکن کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ عجموں کے ملک میں پہنچ کر غیر عربی۔ (عجمی زبان) میں خطبہ دیا ہو اس لئے خطبہ غیر عربی کو ہمارے بعض علماء نے مکروہ بلکہ بدعت لکھا ہے۔ [۱۹] جیسا کہ جواہر الفقہ اور احسن الفتاویٰ میں موجود ہے۔ اور جن کتابوں میں خطبہ جمعہ کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بھی جواز مع الکراہت مراد ہے اس لئے کہ جواز اور کراہت میں کوئی منافات نہیں اس کے بالمقابل صاحب جدید فقہی مسائل کی رائے یہ بھی ہے کہ خطبہ جمعہ افضل اور بہتر ہے کہ عربی زبان میں ہو مگر غیر عربی جیسے اردو وغیرہ دیگر زبانوں میں بھی بلا کراہت کے جائز ہے، بدعت نہیں ہے اب فاسعوا الی ذکر اللہ اور تعامل صحابہ کا نہ ہونا، اس سوال کا جواب یہ ہے کہ آیت میں جس طرح ذکر اللہ سے خطبہ مراد لیا گیا ہے اسی طرح سے بہت سے مفسرین نے اس سے نماز جمعہ بھی مراد لی ہے۔ باقی صحابہ کا تعامل (عمل) عربی پر رہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصولی طور پر تعامل صحابہ احناف کے ہاں موجب نہیں بلکہ ہمیشہ اس سے وجوب ثابت ہوا نیز صحابہ کرامؓ سے غیر عربی میں اس کا ثبوت اس لئے بھی نہیں کہ اس وقت عربی زبان کو ترقی حاصل تھی وہ کسی اور زبان کو نہیں تھی۔ اس لئے غیر عربی میں انہوں نے خطبہ نہیں دیا نیز جواز کے دلائل اور عدم جواز کے دونوں متعارض ہیں تو عند التعارض دیگر زبانوں میں خطبہ کو بدعت سے موسوم کرنا مناسب نہ ہوگا۔ [۲۰]

حاصل یہ ہے کہ جمعہ کے خطبہ کو عربی میں پڑھنا اس لئے بہتر ہے کیونکہ خطبہ میں ذکر الٰہی ہوتا ہے اور وہ اسلام کی سرکاری زبان عربی ہے اس لئے عربی ہی میں خطبہ دینا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ امام صاحب خطبہ سے پہلے اردو زبان یا پھر ہر علاقائی زبان میں تقریر کر سکتا ہے۔ عربی خطبہ پڑھنے سے اسلام کی ہیبت ثابت ہوتی ہے اور پڑھے لکھے لوگ اس کو سمجھنے کے لئے عربی جاننے کی کوشش ضرور کریں گے۔

<u>مسئلہ حالت صوم میں انجکشن اور گلوکوز اور خون چڑھانے کا حکم</u>: انجکشن کے ذریعے جو چیزیں انسان کے جسم

میں داخل کی جاتیں ہیں وہ مفسد صوم نہیں ہیں اس لئے کہ وہ عموماً رگوں کے واسطہ سے قلب اور دماغ تک پہنچتی ہیں جس کو فقہاء کرام منفذ کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے ان کی رسائی دماغ اور قلب تک نہیں ہوتی۔

فقہاء کرام نے دو قسم کے زخموں میں دوا ڈالنے کو مفسد صوم کہا ہے (ایک آمہ۔ دوم جائفہ) آمہ سر کے اس گہرے زخم کو کہتے ہیں جو دماغ تک پہنچ گیا ہو اور اس کے ذریعے سے دوا بھی وہاں تک پہنچ جاتی ہو۔

۲۔ جائفہ: پیٹ کے اس زخم کو کہتے ہیں جو معدہ تک گہرا ہو اور اس کے ذریعے دوائیں پیٹ تک پہنچ جاتی ہوں۔

اس طرح سے گویا کہ یہ زخم معدہ اور دماغ تک پہنچنے کے لئے ایک قسم کا بلا واسطہ راستہ اور منفذ پیدا کرتے ہیں اس ان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی زخم ہو تو اس پر دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اگرچہ ان پر ڈالی گئی دوائیں بالواسطہ دماغ یا معدہ تک پہنچ جاتی ہوں مگر وہ مفسد صوم نہیں۔ چنانچہ صاحب جدید فقہی مسائل نے بحوالہ ہدایہ نقل کیا ہے۔ ولو داوی جائفة او آمته بدواء فوصل الی جوفه اور دماغه افطر عند ابی حنیفة والذی یصل هو الرطب۔

ترجمہ: اگر پیٹ یا دماغ کے اندر پہنچے ہوئے زخم کا دوا کے ذریعے علاج کرے پھر دوا اس کے پیٹ تک پہنچ جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح سے تو مرطوب دوا پہنچ سکتی ہے (بحوالہ الہدایہ ج اول۔ ص ۲۰۰)

(۲) عورتوں کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں اگر کوئی چیز رکھی جائے تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے' اس لئے کہ عورتوں کے اندر یہ فطری منفذ موجود ہے جو بطن تک پہنچتا ہے' برخلاف اس کے اگر مردوں کے عضو تناسل میں کوئی چیز ڈالی جائے امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ معدہ اور اس نالی کے درمیان براہ راست منفذ نہیں ہے کہ دوا معدہ تک پہنچ جائے بلکہ مثانہ کا واسطہ ہے جہاں سے قطرہ قطرہ کر کے نیچے پیشاب جمع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مصنف جدید فقہی مسائل بحوالہ فتاویٰ عالمگیری نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ان اقطر فی احلیله لایفسد صومه عند ابی حنیفه و محمدؒ وفی الاقطار فی اقبال النساء یفسد بلاخلاف وهو الصحیح۔

ترجمہ: ''اگر مرد کے پیشاب کی راہ میں کوئی قطرہ ڈال دیا جائے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں روزہ نہیں ٹوٹے گا'' لیکن عورت کی شرمگاہ میں قطرہ ٹپکانے سے روزہ بلا اختلاف فقہاء کرام ٹوٹ جائے گا' اور یہی صحیح ہے۔ (بحوالہ از فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۲۵۳)

(۳) کان اور ناک اور سرین کے راستہ سے معدہ یا دماغ تک پہنچنے والی چیزوں کو فقہاء کرام نے مفسد صوم اس لئے قرار دیا ہے کہ ایسے راستے موجود ہیں جن سے دوائیں اور غذائیں معدہ یا دماغ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس لئے علامہ کاسانی فرماتے ہیں۔

ترجمہ: مفسدات صوم میں سے وہ دوائیں بھی ہیں جو معدہ یا دماغ تک فطری شگاف سے کان ناک اور سرین کے ذریعے پہنچے' مثلاً ناک کے ذریعے چڑھایا جائے یا حقنہ دیا جائے یا کان میں قطرے ڈالے جائیں وہ معدہ یا دماغ تک پہنچ جاتے ہیں۔ (۲۱)

مولانا اشرف علی تھانویؒ اس مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ڈاکٹروں سے تحقیق کرنے اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انجکشن کے ذریعے جو دوا جوف عروق میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کے ساتھ شرائین اور ردہ میں اس کا سریان ہوتا ہے جوف دماغ یا جوف بدن دوا نہیں پہنچتی اور فساد صوم کیلئے مفطر کا جوف دماغ یا جوف بطن میں پہنچنا ضروری ہے مطلقاً کسی عضو کے جوف یا عروق کے جوف میں پہنچنا مفسد صوم نہیں۔ لہذا انجکشن کے ذریعے جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۲۲)

اس ضمن میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کسی چیز کا بدن کے کسی حصہ کے اندر داخل ہو جانا مطلقاً روزہ کو فاسد نہیں کرتا انجکشن کے ذریعے بلاشبہ دوا یا اس کا اثر پورے بدن کے ہر حصہ میں پہنچ جاتا ہے۔ مگر یہ پہنچنا منفذ اصل کے راستہ نہیں بلکہ عروق (رگوں) کے راستہ سے یہ راستہ منفذ اصلی نہیں ہے اس لئے کہ گرمی کے موسم میں کوئی شخص ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا ہے تو پیاس کم ہو جاتی ہے کیونکہ پانی کے اجزا مسامات کے راستہ سے اندر جاتے ہیں مگر اس کو کسی نے مفسد صوم نہیں قرار دیا۔ اس سے یہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ گلوکوز وغیرہ کے انجکشن ایسے ہیں کہ ان کے ذریعے بدن کو غذا جیسی قوت پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے ان کا حکم غذا کا سا ہونا چاہیے؟ جواب واضح ہے کہ قوت پہنچانا مطلقاً مفید نہیں ہے جیسے ٹھنڈک پہنچانا مفسد صوم نہیں ہے بلکہ منفذ اصلی کے راستہ سے کسی چیز کا جوف معدہ یا دماغ میں پہنچنا مفسد ہے وہ انجکشن میں نہیں پایا جاتا۔ (۲۳)

بعض بزرگوں نے اس بات پر کہ خون اور گلوکوز کو چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہ بھی مثال پیش کی ہے کہ سانپ کے کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا حالانکہ اس سے پورے جسم میں زہر پھیل جاتا ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ وہ فطری منفذ سے نہیں چڑھتا۔ مگر صاحب جدید فقہی مسائل مولانا خالد سیف اللہ صاحب فرماتے ہیں یہ رائے اسلئے صحیح نہیں کہ سانپ کے کاٹنے سے جسم کی اصلاح نہیں ہوتی بلکہ جسم میں مزید فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ رائے دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منہ کی راہ سے جو چیز معدہ تک پہنچ جائے اس سے بدن کی اصلاح ہوتی ہو یا نہیں ہر حال میں وہ مفسد صوم ہے' برخلاف اس کے کسی اور راہ سے کوئی چیز جسم میں داخل کی جائے اور معدہ تک پہنچ جائے اس سے اصلاح بدنی ہوتی ہے تو مفسد صوم ہوگا ورنہ نہیں۔ موصوف ہدایہ سے اپنی تائید پیش فرماتے ہیں کہ اگر کان میں کوئی دوائی ڈالی جائے تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے چونکہ اس سے اصلاح بدنی ہوتی ہے برخلاف اس کے اگر پانی ڈالا جائے تو مفسد صوم نہیں۔ (۲۴)

حاصل یہ ہے کہ انجکشن کے ذریعے بدن میں چاہے خون چڑھایا جائے یا دواوہ مفسد صوم نہیں اور گلوکوز وغیرہ کی بھی یہی نوعیت ہے کہ وہ رگوں کے توسط سے معدہ تک پہنچ جاتا ہے۔ دماغ اور معدہ کے منافذ کے ذریعے سے نہیں پہنچ جاتا اس لئے اس سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

مسئلہ: صدقہ فطر کی مقدار: صدقہ فطر کی مقدار کے بارے میں جن فقہائے حضرات اور علمائے کرام نے اس کے جو اصول بتائے ہیں یا اس بارے میں جو آراء دی ہیں ان کو یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ صدقہ فطر کی مقدار کے متعلق سنن ابی داؤد شریف میں بتلایا گیا ہے۔

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع مقرر فرمایا پھر راوی عبداللہ بن مسلم نے مالک کے سامنے قرات کی جو روایت کی ہے اس میں رمضان سے فطر کی زکوٰۃ کا لفظ ہے۔ کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع مسلمانوں میں سے ہر ایک آزاد و غلام اور مذکر و مونث پر مقرر کیا گیا ہے۔(۲۵)

امام مسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک صاع کھجور یا جو فرض کیا گیا ہے آزاد و غلام، مرد و عورت پر، آگے لوگوں نے تجویز کیا دو مُد گندم کی قیمت میں اس کے برابر ہوتے ہیں۔ صدقہ فطر نکالتے وقت آپ ﷺ کے زمانہ میں ایک صاع طعام کا یعنی گندم کا ایک صاع یا جو یا کھجور کا یا پنیر یا انگور کا۔(۲۶)

اس ضمن میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ صاحب فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر ایک شخص کی طرف سے موافق سہارنپور کی تول کے ڈیڑھ شار پختہ گندم دیئے جائے یا صاع تین سیر کا ہوتا ہے اور مَد اس کی چوتھائی اور مُد و صاع بمذہب حنفی ہیں اور اس کے موافق حساب کریں اور تولہ دو تولہ کی کمی و زیادتی شرعاً مضر نہیں۔(۲۷)

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ عیدالفطر میں صدقہ اس واسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اول تو اس کے سبب عیدالفطر کے شعار الٰہی میں سے ہونے کی تکمیل ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ اس میں روزہ داروں کے لئے پاکی اور ان کے روزہ کی تکمیل ہے۔ جس طرح نماز میں فرائض کی تکمیل کے لئے سنتیں مقرر کی گئی ہیں۔ ایسے ہی صدقہ فطر مقرر ہوا ہے اور اس کا دینا ہر مسلمان پر ضروری ہے مقدار صدقہ فطر ایک صاع جو یا چھوہارے یا نصف صاع گندم۔(۲۸)

صاحب احسن المسائل کنز الدقائق سے ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گندم یا گندم کا آٹا یا ستو یا کشمش ہے تو نصف صاع دے اور اگر چھوہارے یا جو ہیں تو ایک صاع اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور رطل کا تخمینہ آدھ سیر کا ہے۔(۲۹)

صاحب مجموعہ الفتاویٰ مولانا عبدالحیٔ صاحب فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر میں گندم دینا ہے لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک گندم کی قیمت دینا زیادہ مستحب ہے۔ کیونکہ روپیہ سے کافی کام نکل سکتا ہے۔(۳۰)

مولانا عبدالشکور فاروقی صاحب اپنی تصنیف میں صدقہ فطر کی مقدار بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صدقہ فطر

میں گندم اوراسکے آٹے یا ستو کا آدھا صاع ہر شخص کی طرف سے ہونا چاہیے اور چھوہارے یا منقہ یا جو کا ایک صاع۔ (۳۱)

دینی مسائل اوران کے حل میں مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ گندم یا گندم کا آٹا یا ستو پونے دوسیر مگر احتیاطاً دوسیر دے دیا جائے جو اور جو کا آٹا اس کا دگنا دیا جائے' چنے اور جوار اس قدر دیئے جائیں کہ جس کی قیمت گندم کے برابر ہوں۔ چاول چھوہارے منقہ دیا جاسکتا ہے اگر جو گندم کے علاوہ چاول مکئی باجرہ وغیرہ دینا ہو تو اس کا وزن پونے دوسیر گندم یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت کے برابر دیا جاسکتا ہے۔ (۳۲)

جدید فقہی مسائل میں لکھا ہے کہ صدقہ فطر گندم سے نصف صاع اور شعیر کشمش سے ایک صاع دے یا اس کی قیمت ادا کرے گا۔ (۳۳) اور مولانا مفتی محمد شفیع صدقہ فطر کی مقدار کے بارے میں فرماتے ہیں کہ گندم سے صدقہ فطر کی مقدار واجب نصف صاع ہے اور نصف صاع حساب کے لحاظ سے ۸۰ تولہ کے سیر سے ڈیڑھ سیر تین چھٹانک کا ہوا اور دوسرے حساب سے ڈیڑھ سیر تین چھٹانک تک ڈیڑھ تولہ اور تیسرے حساب سے پونے دوسیر تین ماشہ جن میں زائد سے زائد سوا پانچ تولہ کی زیادتی ہے اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ ۸۰ تولہ کے حساب سے پونے دوسیر گندم صدقہ فطر ہرایک آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دے گا۔ (۳۴)

حاصل یہ ہے کہ روزوں کے اختتام پر نماز عید سے قبل ہر مرد از د غلام پر یہ لازم ہے کہ وہ صدقہ فطر ادا کرے گا غرباء اور مساکین لوگوں کو۔ آپ ﷺ نے صدقہ فطر دینے والے کو بہت بڑے ثواب کا مستحق ٹھہرایا ہے اور فقہاء اور علماء کرام نے شریعت اسلامی کی روشنی میں صدقہ فطر کی جو حد مقرر کی ہے وہ کم سے کم پونے دوسیر گندم یا اس کے برابر رقم سکہ رائج الوقت کے حساب سے لیکن چونکہ آج کل وزن کلوگرام کے حساب سے چلتا ہے تو پھر وہ دوکلو گندم یا اس کے مساوی رقم دے گا اور اگر وہ اس سے زیادہ بھی دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

<u>مسئلہ: مشین سے جانور کو ذبح کرنا:</u> آج کل جانوروں کو تکلیف سے بچانے کی غرض سے مشینی طریقہ پر ذبح کرنے کا عمل لایا گیا ہے۔ جس میں یہ ہوتا ہے کہ جانور کو ذبح سے قبل کسی طرح بے ہوش کیا جاتا ہے پھر اس کے بعد ذبح کیا جاتا ہے' اور کوئی شخص جانوروں کو چھروں کے سامنے کر دیتا ہے پھر اس کے بعد یہ چھرے خود بخود چلنے لگتے ہیں سوال یہ ہے کہ ایسے طریقہ سے ذبح کرنے سے ذبیحہ حلال ہوگا یا نہیں۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

۱۔ مشینی ذبیحہ میں اتنی بات متعین ہے کہ اگر جانور کی عروق ذبح یعنی وہ رگیں اور نالیاں جن کا کاٹنا واجب ہے نہیں کاٹی گئی یا ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی نہیں ہے یا سب کچھ ہے مگر ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا قصداً چھوڑ دیا ہے یا کسی غیر اللہ کا نام اس پر ذکر کیا تو وہ ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ کسی بھی مشین کے ذریعے شرائط مذکورہ کی خلاف ورزی نہ ہو تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اور ان میں سے اگر ایک شرط بھی فوت ہو جائے تو ذبیحہ حرام ہے۔ مولانا صاحب نے

اس بارے میں دیگر علمائے کرام کی طرف سے درج ذیل شرائط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جن کی رعایت کرتے ہوئے ایسے ذبیحہ کو حلال کہا جا سکتا ہے۔

علماء کرام کی شرائط یہ ہیں:

۱۔ مسلمان یا اہل کتاب میں سے کوئی بھی شخص جانور ذبح کرے تو وہ اللہ کا نام لے۔ یا بسم اللہ پڑھے یعنی مشین کا بٹن دبانے والا شخص مسلمان یا اہل کتاب میں سے ہو۔

۲۔ مخصوص رگوں کا کاٹا جانا ضروری ہے اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ مشین کے ان چھروں کے سامنے جو شخص جانور کی گردن کو لاتا ہے وہ بھی ذبح کرنے والے شخص کا معاون اور مددگار ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ مدد نہ کرتا تو عین ممکن تھا کہ وہ چھرے اس جانور کی گردن پر نہ گرتے۔ اس لئے احتیاطاً یہ شخص بھی ذبح کرنے والا شمار کیا جائے گا۔ اور اس کا بھی مسلمان اور اہل کتاب میں سے ہونا ضروری ہے۔

۳۔ جانور ذبح کرتے وقت یہ بھی ضروری ہے کہ مشین ایسی نہ ہو کہ جھٹکے سے جانور کی گردن کو الگ کر دے۔ اگر ایسی مشین ہوئی تو اس کا ذبیحہ مکروہ قرار پائے گا۔

۴۔ جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال نہ اتاری جائے کہ یہ مکروہ ہے ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھ کر جانور کو مشین سے ذبح کیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ (۳۵)

ان کے علاوہ مفتی کفایت اللہؒ اپنی تصنیف کفایت المفتی میں لکھتے ہیں کہ ذبیحہ کی حلت کے لئے ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے کیونکہ غیر مسلمان اور غیر کتابی کا ذبیحہ حلال نہیں۔ غیر کتابی سے مراد اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہو یا بتوں کو پوجتا ہو۔ پس اس ضمن میں جاٹوں یا سکھوں کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ (۳۶)

<u>مسئلہ کبوتر بازی:</u> کبوتر اور پتنگ بازی کو علماء کرام پسندیدگی سے نہیں دیکھتے۔ تفسیر معارف القرآن میں آیا ہے کہ بعض کھیل ایسے ہیں جن کو آپ ﷺ نے خاص طور پر منع فرمایا ہے اگرچہ ان میں کچھ فوائد بھی بتلائے جاویں مثلاً شطرنج، چوسر وغیرہ اگر انکے ساتھ ہار جیت اور مال کا لین دین ہو تو یہ جوا ہے اور قطعی حرام ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ جو شخص چوسر کھیلتا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے اپنے ہاتھ سے خنزیر سے رنگے ہوں۔ اسی طرح شطرنج کھیلنے والے پر لعنت دی گئی ہے۔ اسی طرح کبوتر بازی کو بھی آپ ﷺ نے ناجائز قرار دیا ہے انکی ممانعت کی ظاہری وجہ یہ ہے کہ عموماً آدمی اسمیں مشغول ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ضروری کام یہاں تک کے نماز اور عبادات سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ (۳۷)

اسی طرح حدیث میں بیان کیا جاتا ہے۔ ترجمہ: ''آپ ﷺ نے ایک شخص کو کبوتر کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا شیطان شیطانی کا پیچھا کر رہا ہے۔''

اس حدیث میں کبوتر کے ساتھ کھیلنے والے کو بطور وعید کے شیطان قرار دیا گیا ہے اس لئے آپ ﷺ کے ان

الفاظ کے استعمال ہوتے ہوئے اس کام کو کس طرح پسندیدہ کہا جاسکتا ہے۔آپ ﷺ نے اس عمل کو ناپسندیدگی کی نظر سے اس لئے دیکھا ہے کہ اس عمل سے انسان اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ فضول کام ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہاں کبوتر پالنا اوراس کے ساتھ محبت کرنا جائز ہے اوراس کا اڑانا سخت ناجائز ہے اور گناہ ہے۔ (۳۸)

صاحب جدید فقہی مسائل فرماتے ہیں کہ کبوتر بازی ہی پر پتنگ بازی کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے یہ کراہت عام حالات میں تو ہے اوراگر اس کے ساتھ جُوا اور دوطرفہ شرط بھی ہوتو بھی حرام کاری اور سخت گناہ کا باعث ہے۔ (۳۹)

صاحب امداد المفتین نے تو صراحتاً لکھا ہے کہ کبوتر بازی اور بٹیر بازی اس قسم کے کھیل چونکہ بے فائدہ اور بے مقصد ہیں تو اس لئے یہ کام ناجائز ہیں۔ (۴۰) اور صاحب کفایت المفتی فرماتے ہیں کہ آج کل جس طرح کی کبوتر بازی کی جاتی ہے یہ سخت ناجائز اور حرام ہیں اس میں کتنی ایسی باتیں ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں۔

۱۔ کوٹھوں پر چڑھنا۔ ۲۔اور پڑوسیوں کے پردہ کی پرواہ نہ کرنا ۳۔ تالیاں اور سیٹیاں بجانا

۴۔ دوسروں کے کبوتر پکڑنا اور پھران کو واپس نہ کرنا ۵۔ اس طرح شور مچانا کہ نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالنا یا ان کے خیالات کو پریشان کرنا یہ تمام کام سخت گناہ ہیں اس لئے آج کل کی کبوتر بازی بالکل ناجائز اور حرام ہیں۔ (۴۱)

﴿ حوالہ جات ﴾

۱۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، امداد الفتاویٰ ج اول ص ۹۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۳۷۹ء

حضرت مولانا رشید احمد لدھیانویؒ، احسن الفتاویٰ جلد دو ص ۱۹، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۲۔ مولانا خالد سیف اللہ صاحب، جدید فقہی مسائل ص ۳۳، بک لینڈ کمپنی لاہور ۱۴۰۴ھ

۳۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، الات جدیدہ ص ۱۳۶، ادارہ المعارف کراچی ۱۹۸۳

۴۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی صاحب، احسن الفتاوی جلد ۴، ص ۹۰، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۵۔ مولانا محمد برہان الدین سنبھلی، جدید مسائل کا شرعی حل، ص ۱۳۱، ادارہ اسلامیات کراچی، لاہور نیو طبع ۲۰۰۰ء

۶۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، امداد الفتاوی ج اول ص ۳۹۵، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۳۷۹ھ

۷۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل اول، ص ۵۹، بک لینڈ کمپنی لاہور ۱۴۰۴ھ

۸۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، رفیق سفر واحکام سفر ص ۴۶، دارالاشاعت کراچی ۱۹۹۴ء

۹۔ مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب، احسن الفتاوی جلد ۴، ص ۹۲، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۱۰۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، جواہر الفقہ، جلد اول ص ۴۳۸، مکتبہ دارالعلوم کراچی نیو طبع ۲۰۰۴ء

۱۱۔ مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی، فتاوی محمودیہ جلد ۲، ص ۲۶۰، کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

مترجم مولانا عبدالحیٔ صاحب، مجموعہ فتاوی جلد اول ص ۴۰۱، شہزاد پبلشرز جان محمد روڈ انارکلی لاہور۔

۱۲۔ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج اول ص ۱۷۱، دارالاشاعت کراچی نیو طبع ۲۰۰۱ء

۱۳۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل ص ۵۹، بک لینڈ اردو بازار لاہور ۱۴۰۴ھ

۱۴۔ مترجم مولانا محمد احسن صدیقی، احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق ص ۵۲، ایم ایم کمپنی اردو بازار کراچی

۱۵۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ، آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد دوم ص ۳۷۹، مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی ۱۹۹۵ء

۱۶۔ مترجم مولانا عبدالحئیؒ، مجموعہ الفتاویٰ جلد اول ص ۳۵۹، شہزاد پبلشرز جان محمد روڈ انار کلی لاہور

۱۷۔ مولانا خالد سیف اللہ صاحب، جدید فقہی مسائل، جلد اول، ص ۵۹، بک لینڈ اردو بازار لاہور ۱۴۰۴ھ

۱۸۔ " " " " ص ۹۰ " "

۱۹۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ جواہر الفقہ ج اول ص ۳۵۱ تا ۳۵۳ ، مکتبہ دار العلوم کراچی نیو طبع ۲۰۰۴

مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ ، احسن الفتاویٰ قدیم ص ۲۹۸ ، قرآن مجید بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

۲۰۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، جلد اول ص ۴۱، بک لینڈ اردو بازار، لاہور ۱۴۰۴ھ

۲۱۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، جلد اول ص ۸۵ تا ۸۷، بک لینڈ اردو بازار، لاہور ۱۴۰۴ھ

بحوالہ از 'الھدایہ عربی جلد اول، ص ۲۰۰

سید امیر علی، فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۲۵۳، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور

۲۲۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ امداد الفتاویٰ ج اول ص ۱۴۵، مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۳۸۵ھ

۲۳۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ الات جدیدہ ص ۱۵۶، ادارہ المعارف کراچی ۱۹۸۳ء

۲۴۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، جلد اول ص ۸۷، بک لینڈ اردو بازار، لاہور ۱۴۰۴ھ

۲۵۔ مترجم علامہ وحید الزمان، سنن ابی داؤد شریف، جلد دوم ص ۴۰۸، حامد اینڈ کمپنی ادب منزل لاہور

۲۶۔ مترجم علامہ وحید الزمان، صحیح مسلم شریف، جلد ۳۔۴ ص ۱۴، نعمانی کتب خانہ اردو بازار، لاہور

۲۷۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۳۲، محمد علی خار خانہ، اسلامی کتب خانہ کراچی

۲۸۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ احکام اسلام عقل کی نظر میں ص ۱۱۰، دار الاشاعت بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱۹۷۷

۲۹۔ مترجم مولانا محمد احسن صدیقی، احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق ص ۵۷، ایچ ایم کمپنی اردو بازار کراچی

۳۰۔ مولانا عبدالحئی صاحب، مجموعہ فتاویٰ جلد اول ص ۴۶۸، شہزاد پبلشرز جان محمد روڈ، لاہور

۳۱۔ مولانا عبدالشکور فاروقی صاحب، علم الفقہ ص ۵۱۲، دار الاشاعت اردو بازار، کراچی ۱۳۸۱،

۳۲۔ مولانا احمد علی سراج، دینی مسائل اور ان کا حل ص نمبر ۳۳۷، رئیس شعبہ الاراویہ کویت ۲۰۰۰

۳۳۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ، جواہر الفقہ ج اول ص ۴۲۷، مکتبہ دار العلوم کراتی نیو طبع ۲۰۰۴ء

۳۴۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل اجلد اول ص ۱۱۹، بک لینڈ اردو بازار لاہور ۱۴۰۴ھ

۳۵۔ مولانا محمد شفیعؒ ، اسلامی ذبیحہ ص نمبر ۴۴، والات جدیدہ ص ۹۴ ، ادارہ المعارف کراچی

۳۶۔ مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ ، کفایت المفتی، جلد ۸، ص ۲۶۹، مکتبہ امدادیہ ملتان

۳۷۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ ، تفسیر معارف القرآن، جلد ۷، ص ۲۵، ادارہ المعارف کراچی

۳۸۔ علامہ وحید الزمان ، سنن ابی داؤد جلد سوم ص ۵۷۳، حامد اینڈ کمپنی ادب منزل اردو بازار لاہور

۳۹۔ مولانا خالد سیف اللہ صاحب، جدید فقہی مسائل، جلد اول ص ۱۸۹، بک لینڈ اردو بازار لاور

۴۰۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ ، امداد المفتین جلد دوم ص ۱۷۱، ادارہ المعارف کراچی، ۱۳۸۴

۴۱۔ مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ ، کفایت المفتین جلد ۹ ص ۱۸۱، مکتبہ امدادیہ ملتان

حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق اور ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ کا دورۂ ایران

امام مسلم کے دیس خراسان (ایران) میں چند روز

(قسط نمبر ۸)

شیخین سے پریس اور میڈیا کے نمائندوں کا انٹرویو: دوران جلسہ پریس اور میڈیا کے نمائندوں نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا شیر علی شاہ صاحب کے انٹرویو کئے۔ ان کے سوالات زیادہ تر اس جلسے سے متعلق تاثرات' جامعہ ہذا کے بانی مولانا سعید فاضلی مرحوم کی خدمات اور اس جلسے کے نتائج واثرات پر مبنی تھے۔

مولانا عبدالمجید مرادزھی کی بندش اور واپسی: جلسے ہی میں مجھے ایک صاحب نے موبائل فون تھماتے ہوئے بتایا کہ مولانا عبدالمجید مرادزہی خاشی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ موصوف جو گزشتہ برس پاکستان آنے کے موقع پر دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے۔ ایران میں دینی کتابوں کے ایک بڑے اشاعتی ادارے ''انتشارات فاروق اعظم'' کے سربراہ اور دارالعلوم زاہدان کے مدرس ہیں۔ آپ نے کچھ عرصہ قبل کتب خانہ دارالعلوم واساتذہ کرام کے لئے اپنے مکتبہ کے گرانقدر کثیر درسی وغیر درسی کتب بھی ارسال فرمائی تھیں۔ میں نے ان سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ وہ اس جلسے میں خصوصی طور پر شیخین کی ملاقات اور شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحمید مدظلہ مہتمم دارالعلوم زاہدان کا خصوصی پیغام دعوت پہنچانے کے لئے آئے تھے۔ میرے ہمراہ وفد میں دارالعلوم زاہدان سے دیگر اساتذہ بھی آئے ہیں۔ راستے میں پولیس اور ایجنسیوں نے ہمیں روک دیا۔ تحقیق وتفتیش کے بعد وفد کے دیگر اراکین کو جلسے میں شرکت کیلئے چھوڑ دیا گیا۔ جبکہ مجھے بغیر کسی وجہ کے واپس زاہدان بھیج دیا۔ معلوم نہیں کہ انہیں کس غلط فہمی کی بنیاد پر روکا گیا' بہر حال انہوں نے بتایا کہ مولانا عبدالحمید کی خواہش ہے کہ اس جلسے کے بعد دونوں اکابر زاہدان آئیں۔ میں نے ان کی دعوت پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ یقیناً یہ ہمارے لئے بڑی سعادت ہوتی لیکن پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ہمیں آج رات کی فلائٹ سے واپس پاکستان جانا ہے۔ یہاں شہر خواف وغیرہ کے علماء کا بھی یہی اصرار ہے کہ ہم چند دن کیلئے رک جائیں۔ لیکن دیگر مصروفیات اور دورۂ حدیث کے ایک ہزار طلباء کے اسباق کے ناغے کی وجہ سے ہمیں واپس پہنچنا ضروری ہے۔ اگر وہاں کی مصروفیات آڑے نہ آتیں تو ضرور آپ حضرات کی دعوت

پر لبیک کہتے۔ دوبارہ کسی موقع پر اگر زندگی نے وفا کی تو ان شاء اللہ اس کا جبیرہ ادا کرینگے۔ اس سفر میں ہمیں زاہدان جانے کا اتفاق تو نہ ہو سکا البتہ گزشتہ سفر ایران کے دوران دو دن کیلئے مولانا عبدالحمید کی دعوت پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی زیر قیادت ایک وفد جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان اور احقر بھی شامل تھا' جانا ہوا تھا۔

سر کردہ علماء کرام و اہم شخصیات سے ملاقاتیں: جامعۃ الاحناف کے اس جلسہ دستار بندی کی مختلف نشستوں میں ایران کے جن مقتدر علماء کرام مشائخ عظام اور اہم شخصیات سے ہماری ملاقاتیں اور نشستیں ہوئیں۔ ان کی تعداد تو درجنوں ہیں تاہم جن کے نام اور مسؤلیت یاد ہیں ان میں چند ایک یہ ہیں: حضرت مولانا غلام احمد علبیائی۔ یہ بزرگ و معمر عالم دین مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے قدیم فضلاء میں سے ہیں۔ اس وقت موصوف کے زیر اہتمام مدرسہ علمیہ انوار العلوم خیر آباد' جہاں پانچ سو طلباء و طالبات پڑھ رہے ہیں چل رہا ہے۔ مولانا حبیب الرحمٰن مطہری' ان کے والد مولانا شمس الدین دارالعلوم دیوبند کے فضلاء میں سے تھے۔ یہ خود جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فارغ التحصیل ہیں۔ خواف میں حوزہ علمیہ احناف کے نام سے ایک دینی مدرسے کے مہتمم کی حیثیت سے امور دینیہ سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا عبدالرحیم خواجہ اسماعیلی' جامعہ فاروقیہ کراچی کے فاضل اور مدرسۃ الامام ابوحنیفہ کاریز کے مدیر ہیں۔ ان کے مدرسے میں پانچ چھ درجن طلباء دینی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ شیخ شرف الدین جامی الاحمدی' خانقاہ شیخ احمد جامؒ کے نگران و متولی اور اسی کے ساتھ ملحق مدرسہ احمدیہ کے مہتمم ہیں۔ جن کے ہاں حاضری کا ذکر شہر تربت جام کے ضمن میں تفصیلاً آ چکا ہے۔ شیخ علی احمدی' تربت جام میں مدرسہ صدیقیہ چلا رہے ہیں۔ شیخ مصطفیٰ اربابی' مدرسہ اعظمیہ کے نام سے ادارہ تربت جام ہی میں چلا رہے ہیں۔ مولانا عبدالرحمان محبی' دارالعلوم زاہدان کے فاضل و مدرس ہیں۔ مولانا عبداللہ مؤحدی خواف کے دارالعلوم احناف کے صدر المدرسین کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ مولانا عبدالباقی حوزہ علمیہ خیر آباد میں تدریس کر رہے ہیں۔ مولانا حفیظ اللہ طاہری' مدرسہ تعلیم القرآن نشتیفان میں بحیثیت مدرس دینی خدمت میں مصروف ہیں۔ مولانا عبدالواحد' انوار العلوم خیر آباد کے مدرس' مولانا نوراللہ فرقانی' سربراہ دارالعلوم اسلامی خلیل آباد۔ مولانا محمد اسحاق مدنی' فارغ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔ جو ایران میں اہل سنت کے امور کے سرکاری مشیر کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے جلسے میں پُر مغز اور مدلل تقریر بھی کی۔ ڈاکٹر بی آزار شیرازی' شیعہ سکالر اور تقریب مذاہب اسلامی یونیورسٹی کے رئیس ہیں۔ ان دونوں بزرگوں سے ہمارا دیرینہ تعارف ہے۔ اور وہ پاکستان آمد کے موقع پر دارالعلوم حقانیہ آ چکے ہیں۔ جناب رضائی صاحب شیعہ سکالر مدیر حوزہ علمیہ مشہد' انجینئر محمد رضا سجادیان' ڈاکٹر احمد خاص احمدی' یہ دونوں ایران کے پارلیمنٹ میں اہل سنت کے نمائندے ہیں۔ ثانی الذکر نے جلسے میں تقریر بھی کی۔ مولانا عبدالجبار حقانی فاضل حقانیہ' مدرس دارالعلوم تعلیم القرآن والسنہ شورک' مولانا نارحم الدین حقانی فاضل حقانیہ' مدرس مدرسہ شورک۔

<u>ختم بخاری شریف:</u> پونے ایک بجے حضرت مولانا شیر علی شاہ دامت برکاتہم کو ختم بخاری شریف کے لئے اسٹیج پر بلایا گیا‘ حاضرین نے نعرہائے تکبیر کے ساتھ ان کا والہانہ استقبال کیا۔ بخاری شریف کی آخری حدیث کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ پڑھنے کے بعد تمام حاضرین نے اتباع کرتے ہوئے ان کلمات کو ترنم اور خوش الحانی سے پڑھا۔ شیخ صاحب کی ترجمانی کے لئے بھی سٹیج پر ایک عالم دین آیا۔ لیکن انہوں نے خود فصیح فارسی میں درس دینا شروع کیا۔ جس کی بدولت ترجمان کی ضرورت پیش نہ آئی۔ موقع ومحل کے اعتبار سے ان کا درس مختصر علمی و تحقیقی تشریح اور عصر حاضر کے مسائل پر مبنی تھی۔ افسوس کہ قلمبند نہ ہوسکی۔ آخر میں جلسے کے انعقاد اور کامیابی پر منتظمین کو مبارکباد دی اور شکریہ ادا کیا۔

<u>دستار بندی:</u> دستار بندی جو اس جلسے کا اہم جز تھا۔ سوا ایک بجے شروع ہوئی۔ جامعۃ الاحناف کے مہتمم اساتذہ کرام شیخین‘ دامت برکاتہم مولانا صاحب حسین اور احقر کو اسٹیج پر رسم دستار بندی کی ادائیگی کے لئے بلایا گیا۔ اسٹیج سیکرٹری ہر ایک فارغ و فاضل کا نام بمعہ ولدیت وعلاقہ و مختصر تعارف کروا کر بلاتا‘ فضلاء ترتیب سے آتے اور ان کے سروں پر عمامہ باندھ دیا جاتا اور پھر ہر ایک استاد اس کے سر پر تبرک کا ہاتھ پھیرتا۔ فضلاء کی پیشانیوں اور چہروں پر عجیب نورانی کیفیت وخوشی عیاں تھی۔ مغرب وامریکہ کے لئے یہی فارغ التحصیل فضلاء وعلماء ایٹم بم سے کم نہیں۔ تقریباً سو افراد کی دستار بندی عمل میں لائی گئی۔

<u>مشہد کی طرف واپسی اور ایرانی سوغات کی خریداری:</u> ادائیگی نماز سے فراغت پر ہم اپنی اقامت گاہ کی طرف لوٹے۔ جہاں ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ تقریباً ڈھائی بجے ہم اپنا رخت سفر گاڑیوں میں رکھ کر مشہد کی طرف روانہ ہوئے۔ تائبیاد اور مشہد کی طویل مسافت ہم نے نہایت سرعت رفتاری سے طے کی۔ پانچ بجے ہم مشہد پہنچے۔ مشہد میں ایک بڑے جنرل سٹور پر ہماری گاڑیاں رکیں۔ جہاں ہم نے ایرانی سوغات کی خریداری کی۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب اس سفر میں ایرانی زیتون کا بار بار تذکرہ فرماتے تھے۔ ہم نے کئی مقامات پر پوچھا لیکن کہیں بھی نہ مل سکا۔ اس سٹور پر بھی معلوم کیا لیکن یہاں پر دستیاب نہ تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے مزاحاً مجھ سے کہا کہ اس سفر نامہ کا نام سفر نامہ زیتونیہ رکھ دو۔ یہاں مختلف قسم کی ایرانی ادویات کی خریداری مولانا شیر علی شاہ صاحب نے کی۔ انہوں نے کہا کہ ایرانی ادویات نہایت کارآمد اور خالص ہوتی ہیں۔ احقر نے یہاں مچھلی جو کہ ٹن پیک میں تھی‘ زیتون‘ ایک خاص قسم کی جنگلی گھاس اور مہندی کے عنصر سے بنائے گئے شیمپوؤں‘ ایرانی کریم‘ ویسلین‘ ایرانی خشک میوہ‘ پستہ‘ گز‘ خالص دودھ اور پستہ سے بنائی گئی ایرانی ٹافیوں کی خریداری کی۔ فراغت پر ہم ایئر پورٹ کی طرف نکل پڑے۔

<u>ایران کی دو نمایاں خصوصیات:</u> چلتے چلتے ایران کی دو خصوصیات جو میں نے دیکھیں وہ یہ ہیں کہ یہاں کے پولیس

اور میڈیا میں فحاشی وعریانیت اور مغربی تہذیب وتمدن کا وہ سیلاب جو ہمارے نوجوانوں کو تباہی کے دہانے کی طرف دھکیل رہی ہے، نہیں ہے۔ دوسری بڑی بات یہاں پر عورتوں کا حجاب نظر آیا۔ آج کل تو بے حجابی اور بننا سنورنا ہی تہذیب کہلاتا ہے۔ لیکن یہاں ہر عورت بڑے بڑے برقعوں میں ملبوس نظر آئی۔ یہ علیحدہ بحث ہے کہ ایران میں چہروں کے پردے سے صرف نظر ہے۔ انکی نظر میں چہرہ کا ستر پردہ میں شامل نہیں ہے۔ حالانکہ چہرہ ہی سب سے بڑا فتنہ ہے۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا کہ　وہ جا کہ نہ لڑتی تو یہ گرفتار نہ ہوتا　دل کی نہیں تقصیر مگر آنکھ ہے ظالم

<u>بحرین روانگی:</u> شام چھ بجے ہم ایئر پورٹ پہنچے۔ شیخین کو لاؤنج میں بٹھا کر میں ان کی ٹکٹیں اور پاسپورٹ لے کر بورڈنگ کارڈ لینے گلف ایئر کے کاؤنٹر پر گیا۔ کاؤنٹر پر موجود آفیسر سے میں نے درخواست کی کہ میرے ساتھ بڑے علماء وسکالرز ہیں۔ ان کیلئے آگے کی اچھی سیٹیں دیں۔ اس نے دھیمے لہجے میں کہا کہ آپ کو پہلے سے ہمیں اطلاع دینی چاہیے تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہماری ساتھ ایرانی وزارت خارجہ کے افسران کی ڈیوٹی تھی، انہیں میں نے کل سے بتایا تھا کہ ایئر پورٹ حکام کو مطلع فرمایئے۔ افسوس کہ انہوں نے اپنے فرائض سے غفلت برتی۔ ہمیں G-F 321 پر 26-A-B-C-D کی نشستیں دی گئیں۔ اب ہم نے مولانا ابراہیم فاضلی اور انکے بیٹے اور دیگر میزبانوں سے رخصت لی۔ یہیں لاؤنج میں ہم نے مغرب کی نماز ادا کی۔ تقریباً پونے سات بجے ہمیں جہاز پر لے جایا گیا، سات دس پر فلائٹ روانہ ہوئی۔ ڈھائی گھنٹے کے سفر کے بعد بحرین ایئر پورٹ پر مقامی وقت کے مطابق سوا دس بجے ہم اترے۔ بحرین ایئر پورٹ کے گراؤنڈ فلور پر اگلی فلائٹ کیلئے میں نے بورڈنگ پاس حاصل کئے اور پھر ہم اوپر لاؤنج کی طرف گئے، تھوڑی دیر بعد اعلان ہوا کہ فلائٹ میں آدھ گھنٹہ کی تاخیر ہوگی۔ اس دوران ہم نے نماز عشاء سے فراغت پائی۔

<u>اسلام آباد کی طرف:</u> سوا گیارہ بجے ہمیں طیارہ پر لے جایا گیا۔ جہاز پر چڑھتے ہوئے معلوم ہوا کہ یہ گلف ایئر کا اپنا جہاز نہیں۔ شاید اسے کسی دوسرے ملک سے اجرت پر لیا گیا تھا۔ یہ جہاز بہت بڑا دیوہیکل تھا۔ اس کے ایک رو میں بارہ افراد بیٹھ سکتے تھے۔ جب تمام مسافر جہاز پر چڑھ گئے تو پیچھے کچھ مسافروں نے شور وواویلا شروع کیا۔ کہ جہاز کی چھت سے پانی ٹپک رہا ہے۔ فلائٹ حکام نے اس کا نوٹس لیا لیکن ان کی کوششیں سودمند ثابت نہ ہوئیں۔ آخر چھت کے نیچے نشستوں کو خالی کیا گیا۔ فلائٹ تیار ہونے کے باوجود کافی دیر تک روانہ نہ ہوئی تو مسافروں نے بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے روانہ ہونے کی صدائیں شروع کیں۔ ساڑھے بارہ بجے جہاز روانہ ہوا۔

<u>جہاز کی خرابی، بحرین واپسی اور گلف ایئر کا انسانی جانوں سے کھیلنا:</u> گھنٹہ بھر سفر طے کرنے کے بعد جب جہاز کے اکثر مسافر نیند کی دنیا میں پہنچ چکے تھے میں نے دیکھا کہ فلائٹ کا عملہ کبھی آگے، کبھی پیچھے پریشانی کے عالم میں آ جا رہا ہے، اک ہلچل سی ان میں مچ گئی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ لیکن انہوں نے جواب دینے سے اعراض کیا۔ آخر میرے اصرار پر فلائٹ اٹینڈینس نے بتایا کہ جہاز میں تھوڑی سی فنی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔

تھوڑی دیر بعد جہاز کی وائبریشن بھی بڑھ گئی۔ جس کی بدولت سب مسافر خواب سے بیدار ہو گئے۔ ہر ایک مسافر کے چہرے سے پریشانی ٹپک رہی تھی۔ آخر فلائٹ حکام نے فیصلہ کیا کہ واپس بحرین کی طرف لوٹیں۔ میں نے فلائٹ حکام کے پاس جا کر بات کی کہ ایک گھنٹہ تک واپس سفر کرنا خطرناک ہے۔ مناسب یہی ہے کہ کہیں قریبی ائرپورٹ پر جہاز کو اتاریں۔ لیکن انہوں نے مختلف حیلے بہانے کرتے ہوئے اسے ناممکن بتایا۔ میں نے ان پر زور دیا کہ بین الاقوامی قوانین کے مطابق ہنگامی لینڈنگ تو کہیں بھی کسی بھی ائیر پورٹ پر ہو سکتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اگر ہم کہیں اترے تو ان سینکڑوں مسافرین کو کہاں رکھیں گے۔ اب میں سمجھا کہ جہاز کے لینڈ کا مسئلہ نہ تھا بلکہ گلف ائیر کے مفادات کا مسئلہ تھا۔ کسی بھی ائیر پورٹ پر کران مسافروں کیلئے ہوٹل اور کھانے پینے کا بندوبست گلف ائیر کی جیب پر تھا۔ تمام مسافر گلف ائیر کے اس ناروا سلوک پر غضبناک و نالاں تھے۔ آخر خدا خدا کر کے ہم بحرین ائیر پورٹ پر واپس اترے۔ ائیرپورٹ پر اتر کر میں نے گلف ائیر کے فیلڈ سربراہ کے بارے میں پوچھا۔ مجھے بتایا گیا کہ ان کا نام یوسف ہے اور وہ سامنے کاونٹر پر کھڑا ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے علیک سلیک کے بعد کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے سینکڑوں افراد کی جانوں سے کھیلا ہے۔ جہاز پہلے سے خراب تھا تو اسے روانہ کیوں کیا گیا؟ بین الاقوامی قوانین کے تحت ہم آپ پر انسانی جانوں کے ساتھ کھیلنے کا مقدمہ کر سکتے ہیں۔ جہاز اگر بیچ میں خراب ہوا تو پھر اسے قریبی ئرپورٹ پر کیوں نہیں اتارا گیا؟ تاکہ گلف ائیر کا خرچہ نہ ہو؟ اور انسانی جانیں اگر ضائع ہو جائیں تو کوئی بات نہیں؟ میرے ان سوالات اور جذبات کو دیکھ کر وہ دب سا گیا۔ اور گلف ائر کی صفائی پیش کرنے لگا۔ میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا کہ آپ کو معذرت کرنی چاہیے بجائے اس کے آپ ان کے حق میں بول رہے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس جہاز پر پاکستان کے بڑے علماء وسکالر اور سیاسی شخصیات سوار تھیں۔ جن کے تعلقات عرب سربراہوں کے ساتھ ڈائریکٹ ہیں۔ میری اس گفتگو پر اب وہ نرم پڑ گیا اور مجھے بتایا کہ آپ اپنے پاسپورٹ دیجئے تاکہ ہم فوری طور پر آپ کی امیگریشن کر کے بحرین کے ہوٹل میں آرام کے لئے بھیجیں۔ حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب نے اس موقع پر مسافروں کی طرف سے میری وکالت کی تحسین کرتے ہوئے مجھے داد دی اور فرمایا کہ جب ہم بھی جواں تھے تو اسی طرح کے مواقع پر آگے بڑھتے اور اظہار حق کرتے۔ جس کے بہترین نتائج نکلتے۔ اب وہ زور و قوت نہ رہی، آپ جیسے نوجوانوں کو یہ رنگ بھی دکھلانا چاہیے۔ میری گفتگو کا اثر یہ ہوا کہ انہوں نے ہم تمام مسافرین کو ائیرپورٹ سے فوری طور پر نکالنے اور آرام کے لئے بحرین میں واقع فائیو سٹار ہوٹل بھیجنے کا بندوبست کیا۔ رات کے ساڑھے تین بج رہے تھے جب ہم ایک ویگن میں بیٹھے، بحرین کے دارالحکومت منامہ کے جدید ترقیافتہ روشنیوں کے شہر میں داخل ہوئے۔ نئے طرز کے خوبصورت شہر کی منصوبہ بندی کمال ذہانت سے کی گئی۔ رات کے آخری پہر بھی اس شہر میں ٹریفک کی وہ افراط ہے کہ سڑک کا کوئی حصہ گاڑیوں سے خالی نظر نہیں آیا۔ بحرین کا صحرائی علاقہ کسی زمانہ میں

ویران اور غیر آباد بھی تھا۔ ایک دور اس پر گھاس پھوس سے بنے ہوئے مکانات کا گزرا لیکن اب قدیم آبادی اور جھونپڑیوں کا تصور محال ہے۔ اب اس کی جگہ فلک بوس درجنوں منزلہ عمارتوں نے لے لی۔ ہر عمارت کی ہیئت وشان اور جدت دوسرے سے نرالی ہے۔ یہ ریگستانی ریاست اور بدووں کی سرزمین آج جدید تعمیرات کے مقابلہ کی دوڑ میں لگی ہوئی ہے۔ رسول اقدس ﷺ نے علامات قیامت جو بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ تم دیکھو گے کہ چرواہے و برہنے وننگے پیر والے (غریب و مالی اعتبار سے کمزور لوگ) تعمیرات کی مقابلہ بازی میں ایک دوسرے سے دوڑ میں لگے ہوں گے۔ بطور اتم یہاں صادق آتی ہے۔

<u>بحرین کی تاریخ پر ایک نظر:</u> آیئے بحرین کے بارے میں کچھ جانیں۔ خلیج فارس میں واقع یہ ریاست جو جزیرہ نمائے قطر اور سعودی عرب کے درمیان واقع ہے اس کا مجموعی رقبہ 620 مربع کلومیٹر ہے۔ زمانہ قبل اسلام اور ابتدائے اسلام میں اس کا اطلاق مشرقی عرب پر ہوتا تھا۔ آگے چل کر یہ نام محض اس مجمع الجزائر کیلئے مخصوص ہوگیا جو ساحل سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ سب سے بڑا جزیرہ جو کہ عربی کے قدیم ماخذ میں اُوال یا اَوال لکھا جاتا آج کل البحرین کہلاتا ہے۔ اس کا دارالحکومت 'المنامہ' جو شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ جہاں ہم اس وقت موجود ہیں۔ اس کے دوسرے جزیرے سترہ' النبیہ صالح' ام الصبان' جدا 'ام نعسان ہیں۔ یہاں کی آب وہوا گرم مرطوب ہے۔ ارضیاتی نقطہ نظر سے بحرین کی شکل لمبوترے کوہانی قبّے کی سی ہے۔ تیل نکالنے کا کام یہاں بحرین پیڑولیم کمپنی کے ہاتھ میں ہے جو کہ امریکی سرمایہ داروں کی ملکیت ہے۔ تیل سے قبل یہاں کی بڑی صنعت صدف گیری تھی۔ ساحل پر سینکڑوں کشتیاں کسی زمانے میں اس سلسلے میں مصروف رہتی تھی۔ درآمد برآمد کو فروغ دینے کیلئے یہاں ایک آزاد بندرگاہ ۱۹۵۸ء سے کھولی گئی۔ یہاں کی آبادی میں ایرانی ہندوستانی' پاکستانی' نیز یورپین اور امریکی شامل ہیں۔ ۷۵ فیصد آبادی شیعوں پر مشتمل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یہاں کی آبادی میں زیادہ تعداد بنوعدنان کے قبیلے عبدالقیس کی تھی۔ اردشیر اول کے زمانہ سے البحرین میں ساسانیوں کے عمل دخل کا آغاز ہوا۔ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت العلاء بن الحضرمیؓ کو مشرق کی طرف مہم پر بھیجا تو یہاں ایک ایرانی مرزبانؓ حاکم تھا۔ زمانہ ردۃ میں جب یہاں کے حکمران نے خلافت کی اطاعت سے سرتابی کی تو بنوعبدالقیس کے بہت سے افراد حضرت جارودؓ کی زیر قیادت اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پہلی صدی ہجری میں یہاں خارجیوں نے نجدۃ بن عامر اور ابوفُدیک کی زیر قیادت اپنے اقتدار کا ایک مرکز قائم کیا۔ دوسری صدی میں یہاں عباسی حکومت قائم ہوئی۔ قرامطہ کو بھی بحرین کی بدوی اور شہری دونوں طرح کی آبادی میں پیروں مل گئے تھے۔ ۳۱۷ھ بمطابق ۹۳۰ء میں حجر اسود مکہ معظمہ سے بحرین لایا گیا۔ یہاں وہ بیس سال تک پڑا رہا۔ ایک زمانہ کے بعد قرامطہ پر زوال آیا اور انہیں شکست ہوئی۔ جزائر البحرین پر اوائل عہد ہی میں بنی عیون کی حکومت قائم ہوگئی۔ ۶۳۳ھ میں البحرین اور القطیف پر فارس کے سلغری اتابک ابوبکر بن سعد کی فوج نے قبضہ کرلیا۔ بعد میں یہ ۶۵۱ھ

میں آزاد اور خودمختار بنا۔ ۷۳۰ھ کے قریب ہرمز کے حکمران تہمتم ثانی نے جزیرہ قیس اور بحرین دونوں کو اپنی مملکت میں شامل کیا۔ اس کے پندرہ سال بعد ہرمز کا فرمانروا توران شاہ خود بحرین آیا' موجودہ دارالحکومت المنامہ کا ذکر پہلی مرتبہ اسی زمانہ میں ملتا ہے۔ نویں صدی ہجری کے وسط میں عامر ربیعہ میں ایک نیا فرمانروا خاندانِ جبریہ پیدا ہوا۔ اجود بن زامل اس کا ممتاز ترین شیخ تھا۔ اس نے بحرین کو اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ اس کے دورِ حکومت میں بحرین کی شہرت مصر اور پرتگال جیسے دور دراز علاقوں تک پہنچ گئی۔ 920ھ میں پرتگالی حکومت قائم ہوئی۔ گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں شاہِ عباس اول کے عہد میں ایرانیوں نے بحرین کو اپنے تسلط میں لیا۔ اور تقریباً ڈیڑھ سو سال تک قابض رہے۔ ۱۱۵۷ھ میں احمد بن خلیفہ جو کہ بنوعتبہ یعنی ان عربوں میں سے تھا جو ترکِ وطن کر کے پہلے نجد سے کویت اور پھر قطر نقل مکانی کر گئے تھے یہاں آیا اور اپنا تسلط قائم کر کے خاندان خلیفہ کی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جو آج تک قائم ہے۔

بحرین کی آبادی ساڑھے چھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ موجودہ بحرین میں دنیا کی سب سے بڑی آئل ریفائنری قائم ہے۔ سعودی عرب کا خام تیل بھی یہیں صاف کرنے کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ انگریز دورِ حکومت میں بحرین برطانیہ کے زیر اثر رہا۔ آج کل امریکہ کے زیر اثر ہے۔

بحرین میں اقامت: رات کے آخری پہر چار بجے ہم بحرین کے الائیٹ سوئس نامی ہوٹل پہنچے۔ ہوٹل کی آٹھویں منزل پر ہمیں دو کمرے دیئے گئے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آرام کیلئے لیٹے۔ دس بجے میں اور صاحب حسین ہوٹل سے باہر پیدل بحرین کا نظارہ دیکھنے کیلئے نکلے۔ دور دور ہر طرف بلند و بالا دیوہیکل قسما قسم عمارتوں کے مینار نظر آرہے تھے۔ جدید طرز تعمیر کا جو کمال و مہارت بحرین میں ہم نے ملاحظہ کیا وہ بہت کم ترقی پذیر ممالک میں پایا جاتا ہے۔ وقت کی کمی کے باعث ہم بحرین کی تفصیلی سیر و سیاحت سے قاصر رہے۔ مولانا شیر علی شاہ نے فرمایا کہ قیاس بھی کوئی چیز ہوتی ہے' اسی سے کام لیا کرو۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ساڑھے دس بجے ہم نے ناشتہ وغیرہ سے فراغت پائی۔ سوا گیارہ بجے اسی ہوٹل کی وین ہمیں ایئرپورٹ لے جانے کیلئے پہنچی۔ اور اس طرح ہم دوبارہ منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ دن کی روشنی میں بحرین کا بیشتر علاقہ نظروں سے گاڑی میں گزرتے ہوئے دیکھا۔ بازار وغیرہ تاحال بند تھے۔ پونے بارہ بجے ہم ائرپورٹ پہنچے۔ ہماری اسلام آباد کی فلائٹ یہاں سے ایک بجے تھی۔ خراب ہونے والے جہاز اور موجودہ جہاز کے درمیان سولہ گھنٹے کی تاخیر رہی۔ بحرین کے مقامی وقت کے مطابق ایک بج کر دس منٹ پر طیارہ روانہ ہوا۔ اسلام آباد ائیرپورٹ پر پونے چھ بجے لینڈ کیا۔ اس طرح ہم اس طویل صبر آزما اور کٹھن سفر سے بخیر و عافیت وطن واپس پہنچ گئے۔ والحمدللہ علی ذلک۔ اس سفرنامہ میں گزشتہ سفر ایران کا جا بجا تذکرہ قارئین نے پڑھا ہوگا۔ سفر ایران کی مناسبت سے اس سفر کے تفصیلی حالات جسے پیش کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ آئندہ کی اقساط میں ان شاءاللہ نذر قارئین ہوگا۔

ادارہ

افکار و تاثرات ــــــــــ قارئین بنام مدیر

گورنر منطقہ مکہ المکرمہ۔ عبدالمجید بن عبدالعزیز کا مدیر الحق کے نام مکتوب گرامی

رئیس لجنۃ الحج المرکزیہ جدۃ

سعادة السيد راشد الحق حفظه الله مدير مجلة الحق باكستان .

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

تلقينا برقيتكم المتضمنة تهنئتنا بمناسبة عيد الاضحىٰ المبارك ونحاج موسم حج هذا العام 1427ه واننا اذ نشكركم على ماجاء فى برقيكم من مشاعر طيبة نحمدالله على ماتحقق من نجاح وما هذا الا واجب علينا شرّفنا الله به وان ماتم ما هوالابفضل المولىٰ عزّوجلّ ثم بفضل الامكانات التى وفرتها الدولة والمتابعة والدعم المستمرين من سيدى خادم الحرمين الشريفين وسمو ولى عهده الامين وحرصهم على تقديم كل مامن شانه راحه وامن ضيوف الرحمٰن ونسال المولى عزّوجلّ المزيد من العون والتوفيق لتقديم الافضل لحجاج بيت ا لله الحرام راجين لضيوف الرحمن حجا مقبولا وسعيامشكورا. والسلام عليكم . ۰۱.۰۱.۲۰۰۷

امير منطقه مكه المكرمه . عبدالمجيد بن عبدالعزيز ' رئيس لجنة الحج المركزية جدة

اسلام اور عصر حاضر

دوسرا شاندار ایڈیشن

از قلم: حضرت مولانا سمیع الحق

عصر حاضر کی تمدنی، معاشرتی، سائنسی، اخلاقی، آئینی اور تعلیمی مسائل میں اسلام کا موقف موجودہ دور کے علمی و دینی فتنوں اور فرق باطلہ کا بھرپور تعاقب، نئے دور کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کا جواب ایڈیٹر الحق کے بیباک قلم سے، مغربی تہذیب وتمدن اور عالم اسلام پر اسکا اثرات کا تحلیل وتجزیہ الغرض بیسویں صدی کے کارزار حق و باطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جھلک۔ یہ کتاب آپ کو ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت سے سرشار کردیگی اور سینکڑوں مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے آپکی رہنمائی کریگی۔

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

مغربی صحافیوں کی دارالعلوم آمد:

۴رفروری کو جرمنی کے معروف ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ کے جناب سوسینی کوئیبل (Susanee Koelbl) وغیرہ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ان کی رہائش گاہ پر تفصیلی انٹرویو لیا۔ انجینئر محمد عالم افغانی ان کیساتھ تھے۔ ۵رفروری کو B.B.C وغیرہ کے معروف چینل نے بھی اپنے ایک اہم پروگرام (جسمیں پاکستان کی ۶۰ رسالہ آزادی اور ایشیاء کے بارہ میں جائزہ کیلئے کئی گھنٹوں پر محیط مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو لیا۔ ۶رفروری کو پاکستان کے معروف اخبار خبریں کی ٹیم نے بھی دارالعلوم آکر ملکی اور بین الاقوامی حالات پر تفصیلی بات چیت کی۔

فن لینڈ اور یورپی یونین کے ارکان پارلیمنٹ کی دارالعلوم آمد:

۱۵رجنوری کو فن لینڈ (یورپی یونین) کا ایک وفد جو کہ پارلیمنٹ کے ارکان پر مشتمل تھا جامعہ دارالعلوم حقانیہ آیا۔ وفد کے ہمراہ فن لینڈ کی سفیر مسز ارمرلی مستونن متعین پاکستان بھی موجود تھیں۔ وفد کی قیادت مسز لیزا جیکونساری کررہی تھیں۔ حضرت مہتمم صاحب بیرون ملک سفر پر تھے۔ جامعہ حقانیہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کیساتھ ایک گھنٹہ کے طویل مذاکرات میں مختلف موضوعات بالخصوص دینی مدارس کے قیام اور ان کے دینی ورفاہی خدمات' مدارس دشمن قوتوں کے بے بنیاد خدشات واعتراضات پر مدلل مذاکرات ہوئے۔ مولانا انوارالحق نے تفصیلی دلائل کی روشنی میں انکے خدشات کا ازالہ فرمایا اور انہیں مشورہ دیا کہ اسلام مسلمانوں اور مغربی دنیا کے درمیان دشمنی کی جو خلیج دن بدن تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے' یورپی یونین اگر چاہے تو مسلم دنیا پر ظلم وجبر کا یہ سلسلہ انکے منصفانہ کوششوں سے تھم سکتا ہے۔ وفد کے ارکان اسلام کے امن وسلامتی پر مبنی نظام بالخصوص دینی مدارس کے کردار سے بے حد متاثر ہوئے' بعد میں ارکان پارلیمنٹ کو مولانا سلمان الحق صاحب نے دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کا معائنہ کرایا' وفد نے شعبوں میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔

دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی کمیٹی کا اجلاس:

۲۴ دسمبر بروز اتوار جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شیوخ الحدیث اور تمام اساتذہ پر مشتمل اجلاس شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی صدارت میں کتب خانہ ہال میں منعقد ہوا۔ جو کئی گھنٹے جاری رہا۔ اجلاس میں طلباء کے تعلیمی واصلاحی سرگرمیوں پر تفصیل سے غور وخوض ہوا۔ نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ

نے گزشتہ سال کے اجلاسوں کی روشنی میں اس نئے تعلیمی سال میں طلباء کی تعلیمی استعداد مزید بڑھانے کے لئے تجاویز پیش کیں۔ جسے حضرت مہتمم صاحب نے سراہتے ہوئے فوری نافذ العمل کرانے کی اجازت دی۔ جن درجات کے لئے مسئولین کا تقرر کیا گیا تھا۔ ہر مسئول نے اپنی ماہانہ اور حضرت مولانا حافظ شوکت علی نے اساتذہ پر مشتمل کمیٹی جن کا ہر منگل کو اجلاس ہوتا ہے۔ مجموعی کارکردگی اجلاس کے سامنے رکھی۔ حضرت مہتمم صاحب نے اساتذہ کی کارکردگی کی تعریف کرتے ہوئے نظم ونسق اور طلباء کی حاضریوں کو مزید موثر بنانے کے لئے کئی تجاویز کی منظوری دی اور کہا کہ ہر ماہ کمیٹی کے اس قسم کے اجلاس وہ خود شریک ہوں گے۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے طلباء کا ٹسٹ اور عیدالاضحیٰ کے تعطیلات:

۲۷/دسمبر بروز بدھ جامعہ حقانیہ کے اعدادیہ سے لے کر موقوف علیہ تک تمام درجات کے طلباء کا ماہانہ امتحان منعقد ہوا جس کے بعد ۲۸ دسمبر سے ۱۲ جنوری ۲۰۰۷ء تک عیدالاضحیٰ کی تعطیلات ہوئیں۔ کثرت تعداد امتحان گاہوں اور نگرانوں کی کمی کی وجہ سے دورۂ حدیث کے ماہانہ امتحان کے الگ انعقاد کے لئے ماہ محرم کی دس تاریخ مقرر کردی گئی۔ چنانچہ ۳۰/جنوری بروز منگل دورۂ حدیث شریف وتخصصات کے طلبہ کا جائزہ امتحان لیا گیا۔

مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق و ناظم اعلیٰ دارالعلوم اور ناظم الحق کا سفر حج:

الحمدللہ ماہنامہ ''الحق'' کے مدیر مولانا حافظ راشد الحق صاحب اس سال اپنے اہل خانہ کے ہمراہ پچیس دسمبر کو حج کی عظیم سعادت حاصل کرنے کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ ناظم اعلیٰ دارالعلوم الحاج مولانا اظہار الحق حقانی صاحب نے بھی حج کی سعادت حاصل کی۔ انکے علاوہ ''الحق'' کے قدیم خادم اور ناظم نشرواشاعت جناب نثار محمد بھی یہ سعادت حاصل کرنے کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ ان حضرات کی عدم موجودگی کی بناء پر ماہنامہ ''الحق'' کی اشاعت میں تاخیر بھی ہوئی۔ جس کیلئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ یہ حضرات ۳/اور ۴/فروری کو خیر وعافیت کے ساتھ وطن واپس تشریف لے آئے۔

خاندان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ میں ایک اور گلِ سرسبد کا اضافہ:

بدھ ۱۰/جنوری ۲۰۰۷ء موافق ۱۸/ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ کو مولانا لقمان الحق حقانی مدرس دارالعلوم ابن الحاج مولانا اظہار الحق مدظلہ کے ہاں فرزند ارجمند محمد طیب الحق کی پیدائش ہوئی اس طرح الحمدللہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے پڑپوتے کی شکل میں خاندان حقانی میں ایک اور گلِ سرسبد اور خادم دین کا اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ بارآور فرما کر مستقبل میں دین اور علم کا شجرہ طوبیٰ بنائے۔ قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

وفیات:

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کی اہلیہ کی وفات:

گزشتہ دنوں شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ عبدالمالکؒ کی اہلیہ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ مرحومہ انتہائی عابدہ' صالحہ اور نیک سیرت خاتون تھیں اور آپ پر حضرت مولانا کا رنگ اور تصوف کا نقش غالب تھا' مرحومہ کے لائق اور قابل فرزند مولانا عبدالماجد صدیقی حقانی جو اسوقت حضرت مرحوم کے صحیح جانشین ہیں' آپ ہی کی تربیت اور دعاؤں کا نتیجہ ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے قابل فضلاء میں سے ہیں' آپکے دوسرے بھائی خواجہ عبدالواجد صاحب بھی دارالعلوم اور دارالحفظ کے فیضیافتہ ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ میں مرحومہ کے رفع درجات کیلئے فاتحہ خوانی کی گئی دارالعلوم حقانیہ خانوادہ صدیقی کیساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حمداللہ جان ڈاگئی کی اہلیہ کی وفات:

پاکستان اور خصوصاً صوبہ سرحد کے نامور اور ممتاز عالم دین اور جمعیت علماء اسلام (س) کے سینئر نائب صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا حمداللہ جان مدظلہ کی اہلیہ بھی گزشتہ دنوں انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ انتہائی پاکباز' نیک سیرت اور باکردار خاتون تھیں۔ زندگی بھر درس قرآن میں گزار دی۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق بیس ہزار سے زائد بچیوں اور چھوٹے بچوں نے آپ سے قرآن پڑھا اور سیکھا۔ آپ کی شخصیت حضرت مولانا مدظلہ کی طرح پورے علاقہ کیلئے انتہائی خیر و برکت کا باعث تھی۔ مرحومہ کی وفات سے حضرت مولانا مدظلہ کو انتہائی گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ اور جمعیت علماء اسلام اسے اپنا ہی حادثہ سمجھتی ہے۔ واضح رہے کہ مولانا مدظلہ آخر دم تک جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے نہایت استقامت کے ساتھ قائد جمعیت مولانا سمیع الحق کی تائید و حمایت میں شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ مرحومہ کے جنازہ اور تعزیت کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ ان کے گاؤں تشریف لے گئے۔ قارئین سے رفع درجات کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

دارالعلوم کے ناظم اول جناب الحاج حضرت مولانا سلطان محمودؒ کی اہلیہ کی وفات:

گزشتہ دنوں دارالعلوم حقانیہ کے سابق ناظم اول حضرت مولانا سلطان محمودؒ کی اہلیہ بھی مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ انتہائی صابرہ' شاکرہ' اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ حضرت مولانا کی وفات کے بعد ساری زندگی بڑے صبر و تحمل کے ساتھ گزاری۔ بدقسمتی سے آپکے ہاں کوئی اولاد بھی نہ تھی اور عمر بھر بیماریوں و دیگر تلخ آزمائشوں سے آپکا واسطہ رہا۔ لیکن آپ نے بڑے حوصلہ سے زندگی گزاری۔ آپ بھی بچوں کو قرآن کی تعلیم سے آراستہ کرتی رہیں۔ دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا سلطان محمودؒ اور ان کی اہلیہ کی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتا۔ جنازہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور دارالعلوم کے طلباء و اساتذہ نے شرکت کی۔ اس غم میں دارالعلوم

مرحومہ کے خاندان کیساتھ برابر کا شریک ہے۔قدیم فضلاء اور قارئین الحق سے مرحومہ کیلئے دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔

فاضل دارالعلوم حقانیہ مولانا عبدالقہارؒ کی جدائی:

دارالعلوم حقانیہ کے انتہائی مخلص‘ قدیم فاضل حضرت مولانا عبدالقہار ضلع صوابی پابینیؒ گزشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔مولانا عمر بھر دارالعلوم حقانیہ کیساتھ انتہائی مخلص رہے۔اور آخر دم تک اسکے وفاداروں میں سے تھے۔مولانا مرحوم تحصیل چندہ کے سلسلے میں بھی مادر علمی کیلئے خدمات انجام دیتے رہے۔آپکی خدمات اور اخلاص کو مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔مرحوم کے گھر کے دیگر افراد بھی دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں۔جنازہ میں‘ نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب نے شرکت کی۔قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے

حضرت مولانا قاضی عبدالعلامؒ کی وفات:

صوبہ سرحد اور خصوصاً ضلع نوشہرہ کی نامور سیاسی ومذہبی فعال شخصیت حضرت مولانا قاضی عبدالعلامؒ گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔آپ نوشہرہ شہر کے جامع مسجد کے چیف خطیب بھی تھے اور معروف بزرگ حضرت مولانا قاضی عبدالسلام خلیفہ حکیم الامۃ حضرت تھانوی کے فرزند اور جانشین تھے۔عمر بھر دین کی سربلندی کے لئے کوشاں رہے۔آپ کا کا صاحبؒ کے نامور قاضی خاندان کے فعال شخصیات میں سے تھے۔دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ عمر بھر آپ نے محبت واخلاص کا جذبہ قائم رکھا۔آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔حضرت مولانا مدظلہ کے صاحبزادگان ودیگر قاضی خاندان کے ساتھ ادارہ تعزیت کرتا ہے۔

فاضل دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا سید نصیب علی شاہؒ کی المناک جدائی:

دارالعلوم حقانیہ کے قابل فاضل‘ نامور عالم دین‘ معروف سیاسی وفعال رہنما حضرت مولانا سید نصیب علی شاہؒ بھی گزشتہ دنوں اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث انتقال فرماگئے۔مرحوم ضلع بنوں سے قومی اسمبلی کے ممبر بھی تھے۔آپ کی اکثر تعلیم وتربیت دارالعلوم حقانیہ سے ہوئی۔اس وقت آپ ایم ایم اے کے سب سے زیادہ فعال اور محنتی نوجوان ممبر اسمبلی تھے۔آپ اسمبلی میں بھی اور اسمبلی سے باہر بھی اسلام اور دینی مدارس اور تمام دینی تحریکات میں ہروقت پیش پیش ہوتے۔ملک میں کامیاب فقہی کانفرنسوں کی بنیاد آپ ہی نے ڈالی۔اس کے علاوہ بنوں میں المرکز الاسلامی کے نام سے دینی ادارہ آپ ہی کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی جدوجہد کی بدولت ملک کے مذہبی طبقوں اور سیاسی حلقوں میں اپنا ایک الگ تشخص اور مقام پیدا کرلیا تھا۔علاقہ بھر کے لئے آپ کے فلاحی کام بھی ایک مثال ہیں۔بہت کم افراد کو علم ہوگا کہ مرحوم کی ابتدائی تربیت اور تحریر وتحقیق کا ذوق پیدا کرنے میں ماہنامہ ’’الحق‘‘ کا بہت بڑا کردار ہے۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی خصوصی نگاہ انتخاب آپ پر پڑگئی تھی اور آپ کے طالب علمی کے دوران بھی حضرت مولانا رمضان وشعبان کی تعطیل میں بھی اپنے ساتھ دارالعلوم میں رکھ کر ادارہ الحق

اورتحریری کاموں میں مشغول رکھا کرتے اور ساتھ ساتھ مطالعہ اور مضمون نگاری کا جذبہ آپ میں آہستہ آہستہ پیدا کرانا شروع کیا۔اور آپ کافی عرصہ ''الحق'' سے وابستہ رہے۔یہیں سے آپ کی بھرپور تربیت ہوئی۔بعد میں اللہ نے آپ سے بہت کام لیا۔حضرت مولاناؒ کا مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق صاحب سے خصوصی تعلق قائم رہا اور ہمیشہ شفقت فرماتے رہے۔مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا نسیم علی شاہ بھی دارالعلوم حقانیہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ادارہ حضرت کے پسماندگان اور جملہ متعلقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔اور خود ادارہ بھی تعزیت کا مستحق ہے۔مرحوم کیلئے دارالحدیث میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے خصوصی دعائے مغفرت طلباء سے کرائی۔جنازہ میں حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور مولانا حامد الحق حقانی ایم این اے نے شرکت کی۔

ممتاز صحافی اور نامور دانشور جناب عرفان صدیقی کی والدہ کی رحلت:

گزشتہ دنوں ملک کے ممتاز دانشور اور عظیم صحافی جناب عرفان صدیقی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔مرحومہ اوصاف حمیدہ سے آراستہ اور مؤمنہ صالحہ خاتون تھیں۔مرحومہ کی شخصیت کا اندازہ آپ کی اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت سے واضح ہوتا ہے۔جناب عرفان صدیقی صاحب اور ان کا قلم آپ ہی کی لازوال تربیت اور پراثر دعاؤں کا شاہکار ہیں۔جناب عرفان صدیقی صاحب کا کردار تحریک طالبان کی حمایت' دفاع اور امریکی تسلط کے بعد دینی حلقوں اور خصوصاً مظلوم مجاہدین کے لئے نعمت خداوندی سے کم نہیں ہے۔ہر موقع پر آپ نے ان کا بھرپور مقدمہ اور دفاع کیا ہے۔جناب عرفان صدیقی صاحب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی معیت میں اور ان کی خصوصی دعوت پر اپنے پہلے سفر افغانستان میں ملا محمد عمر صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے قندھار تشریف لے گئے تھے اور وہیں سے آپ نے متاثر ہو کر اپنا ضمیر اور قلم جہاد اور مجاہدین اسلام کے لئے وقف کر رکھا ہے۔جبکہ اس سے قبل اس بارہ میں آپ کئی الجھنوں اور تحفظات کے شکار تھے۔مگر اس سفر کے بعد ہی آپ کا قلم مغربی امریکی استبداد اور جبر کے خلاف شعلہ جوالہ بن گیا اور حمیت وغیرت کا نہ ختم ہونے والا لاوا سالہا سال سے ابل رہا ہے اور وہ حق واہل حق کی ترجمانی کر رہے ہیں۔جناب عرفان صدیقی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔دارالعلوم حقانیہ میں آپ کی والدہ ماجدہ کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔قارئین سے رفع درجات کے لئے خصوصی دعاؤں کی اپیل ہے۔

جناب کرنل محمد اعظم صاحب کو صدمہ:

دارالعلوم حقانیہ اور ادارہ الحق کے دیرینہ مخلص رفیق جناب (ر) کرنل محمد اعظم صاحب کو گزشتہ دنوں گہرا صدمہ پہنچا' ان کے چھوٹے بھائی جناب محمد افضل صاحب علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ادارہ ان کے اور انکے پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔اور قارئین الحق سے ان کے رفع درجات کے لئے دعاوں کی اپیل ہے۔

مدیر کے قلم سے

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: نجم الفتاوی حصہ سوم ۔ مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی مدظلہ فاضل دیوبند
ضخامت: ۵۰۰ صفحات۔ قیمت : ۲۵۰ روپے ناشر: شعبہ تصنیف وتالیف نجم المدارس کلاچی۔ ڈیرہ اسماعیل خان

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی مدظلہ فاضل دارالعلوم دیوبند کا نامِ نامی اور اسم گرامی نہ تعارف کا محتاج ہے اور نہ تعریف کی آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے شاگرد رشید ان کی اعلیٰ نسبتوں کے امین ہیں اور فی الوقت یادگار اسلاف ہیں۔ ان کی علمی تدریسی تصنیفی اور ملی خدمات نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہیں۔ آپ درس وتدریس وعظ وخطابت اور تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی کا اہتمام بھی باقاعدگی سے کرتے ہیں اور اب تک ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ آپ کے قلم فیض رقم سے نکل چکے ہیں جس کی دو جلدیں مرتب اور شائع ہو کر منظر عام پر آئی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب آپ کے فتاویٰ جات کا تیسرا حصہ ہے جس میں دو درجن سے زیادہ کتابوں کے مسائل کے بارہ میں استفسارات ہیں جیسے کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الزکوٰۃ والعشر کتاب الصید والذبائح کتاب الاضحیہ، کتاب الحظر والاباحہ کتاب الایمان والنذور، کتاب الحدود والتعزیرات، کتاب الجنایات، کتاب الجہاد، کتاب المزارعت، کتاب الربوا، کتاب الدعویٰ، کتاب القضاء کتاب الکفالہ کتاب الغصب، کتاب اللقطہ، کتاب الشرکۃ، کتاب الشفع، کتاب الوصایا، کتاب الولا، کتاب الوکالۃ کتاب الصلح کتاب الوقف اور کتاب الھبہ حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے ان تمام کتب کے تحت مختلف استفسارات کے جوابات بہت محنت اور عرق ریزی سے تحریر فرمائے ہیں جس کے ہر سطر سے آپ کی مہارت اور پختگی جھلکتی ہے۔ امید ہے کہ سابقہ جلدوں کی طرح یہ تیسری جلد بھی قبولیت عامہ حاصل کرے گی۔

ماہنامہ الاحسن کراچی خصوصی اشاعت بیاد حضرت مولانا سید صباحسن صاحب قدس سرہ (جلد، شمارہ نمبر اور تاریخ درج نہیں)
زیرادارت: شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی زرولی خان صاحب ضخامت: ۲۰۸ صفحات۔
قیمت : -/۷۰ روپے ناشر: الجامعۃ العربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کے مشہور استاذ اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ کے دستِ راست اور رفیق خاص حضرت مولانا سید صباحسن صاحب قدس سرہ جن کا انتقال

۱۷ر جنوری ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ ۴۲ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ زیر تبصرہ خصوصی اشاعت آں مرحوم کے تذکار سوانح حیات اور علمی ومطالعاتی زندگی سے متعلق ہے۔ حضرت مولانا سید صبا احسن صاحب ہندوستان کے صوبہ بہار کے سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ کے خاندان نے کراچی ہجرت کی اور یہیں آباد ہوئے۔ آپ کے والد پی آئی اے میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ اور ریٹائرڈ ہونے کے بعد اہل خانہ کے ساتھ امریکہ میں مقیم ہوئے۔ مولانا صبا احسن کی دین کے ساتھ شغف، محبت اور والہانہ تعلق نے مولانا مرحوم کو کراچی ہی میں قیام پر آمادہ کیا۔ اور آپ آخری دم تک جامعہ احسن العلومؒ میں درس وتدریس اور اپنے شیخ کی خدمت کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا سید صبا احسن کو دینی اور دینوی دونوں علوم سے نوازا تھا۔ دنیاوی علوم تو مولانا مرحوم کا گھریلو ورثہ تھا۔ مگر دینی علوم کی طرف آمد اور اپنے قدیم آبائی ورثہ کی تحصیل کے لئے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب مدظلہ ہی سبب بنے۔ آپ کی مولانا مدظلہ سے گہری عقیدت تھی، اور رفتہ رفتہ اسی عقیدت نے شاگردی کی صورت اختیار کی اور آپ نے درس نظامی پڑھنے کا باقاعدہ فیصلہ کرلیا اور موقوف علیہ تک کتابیں آپ نے حضرت مفتی صاحب سے پڑھیں، پھر دورۂ حدیث کے لئے آپ جامعہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے، فراغت کے بعد اپنے مادر علمی جامعہ احسن العلوم میں درس وتدریس کے فرائض سنبھالنے لگے۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ آپ اعلیٰ درجے کے منتظم بھی تھے۔ اس خصوصی اشاعت میں ملک کے مشہور ومعروف علماء کرام واہل قلم حضرات نے آپ کی شخصیت کو بھرپور انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ سیرت وسوانح اور تاریخ کے ساتھ شغف رکھنے والوں کے لئے بالخصوص اور علماء وطلبہ کے لئے بالعموم ایک بہترین علمی سوغات ہے۔

طلبہ کیلئے تربیتی واقعات۔ تالیف : مولانا محمد ناصر درویش فاضل جامعہ فاروقیہ ضخامت: ۱۸۰ صفحات۔
قیمت : -/۹۰ روپے ناشر: مدرسہ بیت العلم گلشن اقبال کراچی۔ ملنے کا پتہ: دارالاشاعت اردو بازار کراچی

زیر تبصرہ کتاب کے بارے میں مولانا نور البشر صاحب رقمطراز ہیں۔ مولوی محمد ناصر درویش سلمہ تعالیٰ نے زیر نظر کتاب مرتب فرما کر طلبہ برادری پر احسان فرمایا کہ ان کو مختلف اچھے واقعات کے ذیل میں نہایت ہی ہلکے پھلکے انداز میں علم اور اہل علم کی طرف متوجہ فرمایا، علم کے تقاضے بیان کئے، اہل علم کو کن اوصاف سے متصف ہونا چاہیے۔ ان کا سادہ انداز سے ذکر کیا۔ یہ کتاب کیا ہے، طلبہ کے لئے ایک خوبصورت گلدستہ ہے جس میں علم کی اہمیت اس کی قدر افزائی اس کے حصول کے راستہ میں محنت ومشقت وقت کی قدر وقیمت اساتذہ کی خدمت اساتذہ اور طلبہ کا احترام وادب، اعمال صالحہ کی ترغیب حقوق العباد کی اہمیت اور ترک معاصی واصلاح معاشرہ کے موضوع پر سینکڑوں واقعات کو بہترین انداز میں مرتب کر کے پیش کیا ہے۔ مؤلف کتاب کے بقول ''علم کے حصول میں لگنے والے طلبہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کے شکرگزار

بنیں اور اس علم کے ذریعہ سے اپنے معبود حقیقی کی مرضیات کو معلوم کر کے ان پر علم پیرا ہوں اور منہیات سے پرہیز کریں' نیز حصول علم کیلئے جن آداب کا اہتمام کرنا ناگریز ہے' ان سے پہلو تہی اختیار نہ کریں۔ مثلاً علم کے حاصل کرنے کا مقصد' اس کے حصول کیلئے محنت اور لگن' وقت کی اہمیت آلاتِ علم کا احترام' اساتذہ کی عظمت' اچھے اخلاق' ساتھیوں کے حقوق' والدین کی قدر' نیک اعمال کا شوق' برے اعمال سے نفرت' فکر آخرت اور علم حاصل کرنے کے بعد ساری دنیا کے انسانوں تک اس دین کے علم کو پہنچانے کی فکر۔ ۱۸۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب خوبصورت کاغذ اور دیدہ زیب ٹائٹل اور جلد کی وجہ سے بہت خوشنما ہے' جیسا کہ معنوی لحاظ سے دلنشین۔ طلبہ علوم دینیہ کیلئے اس کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے

درس گاہ علم دیں ایں جامعہ
یادگار مولوی معنوی
اے خدا ایں جامعہ قائم بدار

اشرفیہ از معروف
مولوی اشرف علی تھانوی
فیض او جاری بود

فضلاء جامعہ اشرفیہ کا

ان شاء اللہ

ساٹھ سالہ (سہ روزہ) اجتماع

مورخہ 27 28 29 اپریل 2007ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار

منعقد ہو رہا ہے جس میں اندرون اور بیرون ملک سے ممتاز مذہبی، دینی اور علمی شخصیات شرکت کر رہی ہیں اس موقع پر جامعہ کے ساٹھ سالہ فضلاء کی دستار بندی کے ساتھ ساتھ نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے فضلاء کو انعامات بھی دیئے جائیں گے۔ جامعہ کے سالِ تاسیس 1947ء سے لے 2006ء تک کے فضلاء سے فوری رابطے کی درخواست ہے تاکہ ان کے خورد و نوش اور رہائش کا بروقت نظم کیا جاسکے۔

والسلام

حافظ زبیر حسن
کنوینر۔ ساٹھ سالہ اجتماع
جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور

برائے رابطہ:
فہیم الحسن تھانوی نائب کنوینر۔ ساٹھ سالہ اجتماع
موبائل: 0321-4119827

فون نمبر: 042-7552772 فیکس: 042-7552986
موبائل: 0321-4119827, 0300-8494782
ای میل: ummqura@brain.net.pk
ویب سائٹ: http://www.ashrafia.org.pk, al-islam.edu.pk
آواز سوال و جواب کیلئے: muftionline@hotmail.com

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سعالین

مفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد خشک موسم یا گرد غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سعالین لیجیے۔ سعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور ان کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مضر اثرات بھی دور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلہ زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لئے

صدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لئے یکساں مفید۔
شوگر فری صدوری بھی دستیاب ہے۔

سعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صدوری۔ ہر گھر کے لئے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہر علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
Www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2001

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی"	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق"	۵۳۶
۲۔	دعواتِ حق ۔(مکمل دو جلد)	" " "	" " " " "	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " " "	۴۰۰
۴۔	عبادات وعبدیت	" " "	" " " " "	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت وشہادت	" " "	" " " " "	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " " "	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " " "	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحق خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " " "	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " " "	-
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " " "	۵۶۰
۱۵۔	روسی الحاد	" " "	" " " " "	۲۲۰
۱۶۔	فتاوی حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث ومفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	نظام اکل وشرب	" " "	" " " " "	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۵۰۰
۲۰۔	شرح شمائل ترمذی		" " " " "	زیر طبع
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	انوارِ حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مؤتمر المصنفین ○ جامعہ دار العلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک